ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
31
www.tanzeem.org
15 تا 21 ذوالقعدہ 1438ھ / 8 تا 14 اگست 2017ء

پاکستان کی بقا کی بنیاد: اسلام

پاکستان کے مسلمانوں میں مقاصد کی یکجہتی اور ہم آہنگی صرف مسلم قومیّت کے تصوّر اور محض قوم پرستانہ جذبے کی بنیاد پر پیدا نہیں ہوسکتی' بلکہ انہیں کوئی شے ''بنیانِ مرصوص'' (یعنی سیسہ پلائی ہوئی دیوار) بنا سکتی ہے تو صرف وہ مذہبی جذبہ ہوسکتا ہے جو اسلام کے ساتھ حقیقی تعلق اور کردار و عمل کے واقعی رشتے سے پیدا ہوا اور اُسی سے غذا حاصل کرے اور نشوونما پائے۔

اُس مذہبی جذبے کے بارے میں جو پاکستان کے بقا و استحکام کے لیے ٹھوس بنیاد بن سکے' دوسری اہم اور بنیادی بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ یہ جذبہ اسلام کی کسی جدید دانشورانہ تعبیر کے ذریعے پیدا نہیں کیا جاسکتا' بلکہ اُس کے لیے اسلام کی صرف وہی تعبیر موثّر اور کارگر ہوگی جو صدیوں کے تعامل اور ''روایت'' کی بنا پر مسلمانوں کے ''اجتماعی شعور'' (COLLECTIVE CONSCIOUSNESS) کا جُزوِ لاینفک بن چکی ہے۔

موضوعِ زیرِ بحث کے اعتبار سے ہم ایک ایسے جذبے کی بات کر رہے ہیں جو عوام میں ذہنی' فکری اور جذباتی ہم آہنگی پیدا کرے اور اُن کو محنت و مشقت اور ایثار و قربانی پر آمادہ (MOTIVATE) کرسکے اور ظاہر ہے کہ یہ مقصد کسی جدید تعبیر کے ذریعے حاصل نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس کی پیدائش و افزائش کا کوئی امکان اگر ہے تو دین و مذہب کے صرف اور صرف اُن تصورات اور تعبیرات کی بنا پر ہے جن کی 'اسلامیت' نہ صرف یہ کہ مسلمان عوام کے اجتماعی شُعور کے نزدیک مُسلم اور قابلِ قبول ہو بلکہ اُن کے تحت الشعور میں رچی بسی ہو حتیٰ کہ اُن کے لاشعور میں نفوذ کیے ہوئے ہو۔ اور اس میں ہرگز کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ یہ تعبیرات اور تصورات وہی ہو سکتے ہیں جنہیں علماء کی تصدیق حاصل ہو' ایسے علماء جن پر دین و مذہب کے معاملے میں مسلمان عوام کی عظیم اکثریت اعتماد کرتی ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

اس شمارے میں

اسلام، کشمیر اور پاکستان

لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

مطالعۂ کلامِ اقبال

نواز شریف کا انجام ہمارے لیے نشانِ عبرت ہے

دو رنجاست نہ ہوسکی!

سیرت رسول ﷺ اور عصری نصاب تعلیم

کسب و معاش
اسوہ نبوی ﷺ کی روشنی میں

ایک انتباہ!
جو خاطر میں نہ لایا گیا

الھدیٰ (766)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

ہجرتِ ابراہیمی

سُورۃُ مَریَم — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 48 تا 50

وَ اَعۡتَزِلُکُمۡ وَ مَا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَ اَدۡعُوۡا رَبِّیۡ ۫ۖ عَسٰۤی اَلَّاۤ اَکُوۡنَ بِدُعَآءِ رَبِّیۡ شَقِیًّا ﴿۴۸﴾ فَلَمَّا اعۡتَزَلَہُمۡ وَ مَا یَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ۙ وَہَبۡنَا لَہٗۤ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ ؕ وَ کُلًّا جَعَلۡنَا نَبِیًّا ﴿۴۹﴾ وَ وَہَبۡنَا لَہُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِنَا وَ جَعَلۡنَا لَہُمۡ لِسَانَ صِدۡقٍ عَلِیًّا ﴿۵۰﴾

آیت ۴۸ ﴿وَ اَعۡتَزِلُکُمۡ وَ مَا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَ اَدۡعُوۡا رَبِّیۡ ۫ۖ﴾ ’’اور میں کنارہ کشی کرتا ہوں آپ سے بھی اور اُن (تمام معبودوں) سے بھی جنہیں آپ لوگ اللہ کے سوا پوجتے ہیں اور میں تو اپنے رب ہی کو پکاروں گا‘‘

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا میں تو اپنے رب ہی کی بندگی کروں گا‘ اسی سے دعا کروں گا۔ جب اُن کی باتوں کا والد اور بستی کے لوگوں پر کوئی اثر نہیں ہوا تو آپؑ نے کہا کہ میں تم کو اور تمہارے جھوٹے معبودوں کو چھوڑ کر وطن سے ہجرت کرتا ہوں تاکہ یکسو ہو کر اطمینان سے خدائے واحد کی عبادت کر سکوں۔

﴿عَسٰۤی اَلَّاۤ اَکُوۡنَ بِدُعَآءِ رَبِّیۡ شَقِیًّا ﴿۴۸﴾﴾ ’’مجھے یقین ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر نامراد نہیں رہوں گا۔‘‘

مجھے اللہ کے فضل و رحمت سے کامل امید ہے کہ اس کی بندگی کر کے میں محروم و ناکام نہیں رہوں گا۔

آیت ۴۹ ﴿فَلَمَّا اعۡتَزَلَہُمۡ وَ مَا یَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ۙ وَہَبۡنَا لَہٗۤ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ ؕ وَ کُلًّا جَعَلۡنَا نَبِیًّا ﴿۴۹﴾﴾ ’’پھر جب ابراہیمؑ نے ان سب سے کنارہ کشی کر لی اور ان سے بھی جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے‘ تو ہم نے آپؑ کو عطا کیا اسحاق (جیسا بیٹا) اور یعقوب (جیسا پوتا)‘ اور ہر ایک کو نبی بنایا۔‘‘

ابراہیم علیہ السلام جب سب کچھ چھوڑ کر ملکِ شام چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے چھوٹے ہوئے کافر قرابت داروں کے عوض ان کو حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ جیسے عزت مند اولاد دے کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دونوں بیٹوں کو پیغمبری بھی عطا کی۔

آیت ۵۰ ﴿وَ وَہَبۡنَا لَہُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِنَا وَ جَعَلۡنَا لَہُمۡ لِسَانَ صِدۡقٍ عَلِیًّا ﴿۵۰﴾﴾ ’’اور ہم نے ان سب کو اپنی خصوصی رحمت سے حصہ عطا فرمایا اور ان کو اعلیٰ درجے کی سچی شہرت عطا فرمائی۔‘‘

جیسے سورۃ الانشراح میں نبی اکرم ﷺ کو ﴿وَ رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ؕ﴿۴﴾﴾ کی سند عطا فرمائی گئی اسی طرح یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیمؑ کے ذکرِ خیر کو بہت اعلیٰ سطح پر دنیا میں باقی رکھنے کا ذکر ہے۔ امتِ محمدیہ پنج وقتہ نماز میں درودِ ابراہیمی پڑھ کر ان کا ذکر بلند کرتے ہیں۔

فرمانِ نبویؐ

اعمال کا دارومدار

عَنۡ عَلۡقَمَۃَ بۡنِ وَقَّاصٍ اللَّیۡثِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعۡتُ عُمَرَ بۡنَ الۡخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

((اَلۡاَعۡمَالُ بِالنِّیَّۃِ وَلِامۡرِءٍ مَا نَوٰی فَمَنۡ کَانَتۡ ہِجۡرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ فَہِجۡرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَمَنۡ کَانَتۡ ہِجۡرَتُہٗ لِدُنۡیَا یُصِیۡبُہَا اَوِ امۡرَاَۃٍ یَتَزَوَّجُہَا فَہِجۡرَتُہٗ اِلٰی مَا ہَاجَرَ اِلَیۡہِ))

(مشکوۃ شریف)

حضرت علقمہ بن وقاص لیثی رضی اللہ عنہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا: ’’اعمال نیتوں پر موقوف ہیں اور آدمی کو وہی ملے گا جس کی نیت کرے۔ جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف ہوگی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف شمار ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے شادی کرنے کی ہو تو اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف شمار ہوگی جس کی نیت کی ہو۔‘‘

تشریح: اعمال کی ادائیگی کے لیے نیت بنیادی حیثیت رکھتی ہے اگر نیت نیک ہو تو چھوٹے سے عمل کا زیادہ ثواب ملے گا۔ اگر نیت میں کھوٹ ہو تو بڑے سے بڑا عمل بھی قبول نہیں ہوگا۔ ہجرت سے مراد ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانا ہے۔ لیکن اگر ہجرت اللہ اور رسولؐ کے احکامات کی روشنی میں ہوگی تو یہ ہماری کامیابی و کامرانی کا ذریعہ ہوگی۔ اگر ہجرت خواہشات نفسانی کی تکمیل کے لیے ہوگی تو یہ ہجرت خواہش نفس کے لیے ہی شمار ہوگی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ

اسلام، کشمیر اور پاکستان

بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ قرار دیا تھا۔ جس طرح جسم انسانی کو برقرار رکھنے کے لیے شہ رگ کی حفاظت ضروری ہوتی ہے اسی طرح انہوں نے بجا طور پر محسوس کیا کہ پاکستان کی جغرافیائی حیثیت کو قائم رکھنے کے لیے کشمیر کو بھارتی چنگل سے آزاد کرانا اشد ضروری ہے۔ وہ تحریک پاکستان کو پُرامن طریقے سے اپنے ہدف تک پہنچانے کے باوجود کشمیر کے مسئلے کو جنگ کے ذریعے بھی حل کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے پاکستانی فوج کے انگریز کمانڈران چیف جنرل ڈگلس گریسی کو حکم دیا کہ وہ کشمیر پر حملہ کرے مگر اس نے قائد کے حکم کی نافرمانی کی اور یوں پاکستان کی شہ رگ دشمن کے شکنجے میں چلی گئی اور تا حال دشمن نہ صرف یہ کہ اس پر قابض ہے بلکہ اپنے قبضے کو برقرار رکھنے کے لیے طرح طرح کے ہتھکنڈے بھی اختیار کر رہا ہے۔ اس نے خارجی دشمنوں کے ساتھ مل کر جو سازشیں کی ہیں وہ ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ البتہ خطرناک بات یہ ہے کہ اس نے ہمارے اندر بھی مار آستین تلاش کر لیے ہیں۔ ایک وہ وقت تھا کہ کشمیری قیادت نے 19 جولائی 1947ء کو قرارداد الحاق پاکستان منظور کی تھی اور قائد و اقبال کی امنگوں کے عین مطابق پاکستان ہی کو اپنی منزل قرار دیا تھا اور اسی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے 1971ء میں سردار عبدالقیوم خان مرحوم نے ''کشمیر بنے گا پاکستان'' کا نعرہ لگایا۔ بعد ازاں اس نعرے کو قانونی تحفظ بھی فراہم کیا اور ریاست کے تمام سرکاری ملازمین کے لیے ضروری قرار دیا کہ وہ ''نظریۂ الحاق پاکستان'' پر حلف اٹھائیں۔ لیکن جب نا اہل ہونے والے سابق وزیراعظم نے لبرل ازم سے پاکستان کا مستقبل وابستہ کیا۔ ہندو اور مسلمان کے فرق کو ختم کرنے کی شعوری کوشش کی اور پاک بھارت سرحد کو محض ایک لکیر قرار دیا گویا قائداعظم کے اقوال اور نظریہ پاکستان کی شدت سے نفی کی تو اُس کے اثرات آزاد کشمیر پر بھی مرتب ہوئے اور تازہ ترین صورت حال یہ کہ آزاد کشمیر میں پاکستانی سیاست کے زیر اثر یہ سوچ پروان چڑھی ہے کہ کشمیر کے پاکستان کے ساتھ الحاق پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس کی گئی اور اس سوچ نے راجہ فاروق حیدر کی زبان سے الفاظ کا جامہ بھی پہن لیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا وزیراعظم آزاد کشمیر راجہ فاروق حیدر خان نے بغیر سوچے سمجھے یہ کہہ دیا ہے کہ اب الحاق کے بارے میں سوچنا پڑے گا یا اس کے پیچھے کوئی اور کہانی ہے۔ اگرچہ اخباری بیانات کی حد تک تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ''الحاق پاکستان کے علاوہ کسی آپشن کا سوچ بھی نہیں سکتے''۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کے بیان کے پس منظر میں وہ اقدامات ہیں جو وزارتِ عظمیٰ کے منصب پر فائز ہونے کے بعد انہوں نے اٹھائے ہیں۔ انہوں نے ریاست کے عدالتی نظام سے اسلامی قوانین کے اخراج کے حوالے سے صدر آزاد کشمیر کے ذریعے

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

15 تا 21 ذوالقعدہ 1438ھ — جلد 26
8 تا 14 اگست 2017ء — شمارہ 31

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

جو آرڈیننس جاری کروائے ہیں اور ریاستی سطح پر اب تک قوانین کی جو Islamization ہوئی تھی اس کو جس طرح انہوں نے Reverse کیا ہے وہ اس بات کی گواہی ہے کہ وہ میاں محمد نواز شریف صاحب کی لادینی (Secular) پالیسی کو آزاد کشمیر میں جاری کرنا چاہتے ہیں۔ جب اسلامی پاکستان کی بجائے لادینی پاکستان کی طرف سفر شروع ہوگا تو پھر کشمیریوں کو پاکستان کے ساتھ کیا چیز جوڑے رکھے گی۔ کیا ہم بھول گئے ہیں کہ 1971ء میں مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے متعدد اسباب میں سے سب سے بڑا سبب وہ وعدہ خلافی تھی جو قیام پاکستان کے مقصد کو پس پشت ڈال کر ہم نے کی تھی۔ کیا تحریک پاکستان کا سب سے Popular نعرہ ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ'' نہیں تھا؟ کیا ہم نے جمعہ اور عیدین کے مواقع پر یہ دعائیں نہیں مانگی تھیں کہ ''اے اللہ! ہمیں ہندوؤں اور انگریزوں کی دوہری غلامی سے نجات دے، تاکہ تیرے دین کا بول بالا کریں۔ تیرے نبی ﷺ کا دیا ہوا نظام قائم کریں''۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ پورا کر دیا اور ہمیں انگریزوں اور ہندوؤں کی مخالفت کے علی الرغم پاکستان عطا فرمادیا۔ مگر ہم نے وعدہ خلافی کی، جس کی پاداش میں من حیث القوم ہمارے اندر نفاق کا مرض در آیا ہے۔ پہلے ہم ہندوؤں کے مقابلے میں ایک قوم/ملت تھے۔ اب پاکستان میں الگ الگ قومیں ہیں۔ ہم نے اپنی تحریک کے لیے ''دو قومی نظریہ'' کو بنیاد بنایا تھا۔ آج ہم نفاق باہمی کا شکار ہو کر خود مختلف قومیتوں میں تحلیل ہو گئے ہیں۔ چار تو شروع سے تھیں، پنجابی، پٹھان، سندھی، بلوچی۔ اب اس میں سرائیکی اور مہاجر کا بھی اضافہ ہوگیا ہے۔ یہ نفاق اور منافقت اللہ تعالیٰ کو کفر سے بھی زیادہ ناپسند ہے۔ ہمارے کردار کی منافقت کا یہ عالم ہے کہ ملک کے سب سے اعلیٰ منصب پر فائز شخص، وزیر اعظم، عدالت عظمیٰ کے فیصلے کے مطابق صادق اور امین نہیں ہے۔ ہم اس بحث میں نہیں پڑتے کہ عدالتی فیصلہ کتنا درست ہے۔ ہم تو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم جھوٹ، وعدہ خلافی اور خیانت کے مرتکب ہوئے ہیں، جس کی سزا اب ہمیں یہ مل رہی ہے کہ ہماری رگ جاں (شہ رگ) ہی کاٹنے کی تدبیریں/سازشیں ہو رہی ہیں۔ کیا ہم اب بھی نہیں جاگیں گے؟ ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ ہمیں جلد از جلد یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ اپنے ملک کو انتشار اور افتراق سے محفوظ رکھیں گے اور اس کی صورت صرف ایک ہے کہ اپنے خالق و مالک اللہ جل جلالہٗ کی طرف رجوع (توبہ) کریں اس لیے کہ وہی ''آسمان میں بھی الٰہ (حاکم) ہے اور زمین میں بھی الٰہ ہے'' (الزخرف:84)۔ اس رجوع کی دو سطحیں ہیں۔ ایک حکومتی یعنی اجتماعی اور دوسری انفرادی۔ حکومتی سطح پر دستوری تضاد کو ختم کیا جائے جس کی عملی صورت یہ ہے کہ دستور کی دفعہ 2-A کو پورے دستور پر حاوی قرار دیا جائے اور دفعہ 227 کو اسلامی نظریاتی کونسل کے ساتھ نتھی کرنے کی بجائے دفعہ 2-B کی حیثیت دی جائے۔ اس طرح دفعہ 2-A,B کو دستور کی باقی تمام دفعات پر حاکم بنا کر ہم دستوری سطح پر نظری طور پر سرخرو ہو جائیں گے۔ انفرادی سطح پر توبہ یا رجوع الی اللہ یہ ہے کہ ہر فرد حرام سے اجتناب کرے اور حلال پر اکتفا کرے، فرائض کی ادائیگی کا فیصلہ کرے۔ بے حیائی، بے شرمی اور فحاشی و عریانی سے بچنے کے ساتھ ساتھ مغربی تہذیب کا مکمل بائیکاٹ کرے۔

راجہ فاروق حیدر کی سوچ کو تبدیل کرنے کا موثر اور دیرپا ذریعہ تو پاکستان میں اسلام کے نظام عدل وقسط کا نفاذ ہی ہے۔ البتہ شہ رگ کی حفاظت کا فوری سامان اس طرح کریں کہ بھارت سے محبت کی پینگیں بڑھانے کی بجائے اسے دوٹوک انداز میں بتائیں کہ جب تک مسئلہ کشمیر کا قابل قبول حل نہیں ہوتا ہم تمہارے ساتھ چند ٹکوں کی تجارت کے عوض کشمیریوں کی تحریک حریت سے بے وفائی نہیں کر سکتے۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں سزا دے گا، جس طرح نواز شریف صاحب بھگت رہے ہیں۔ انہوں نے بھارت کے سامنے جھکنے کی حد ہی کر دی تھی۔ مودی جیسے پاکستان کے کھلے دشمن کے ساتھ اتنی گہری دوستی کہ وہ اچانک بلا تکلف ان کے دولت خانہ پہنچ جائے اور یہ اسے تخت حکومت پر بٹھانے کے لیے دہلی یاترا پر چلے جائیں۔ اپنے کاروبار کے حوالے سے جندال سے ملاقات اور قائدین تحریک حریت کشمیر کو نظر انداز کرنا اور پاکستان کو لادینیت (Secularism) کی طرف دھکیلنا، یہ وہ جرائم ہیں جن کی پاداش میں اللہ نے ان کو وہاں پہنچا دیا جس کی انہیں فوری توقع نہیں تھی۔ یاد رکھیے! افراد معاشرے کے اجزا کی حیثیت رکھتے ہیں۔ فرد بحیثیت جُز بھی جوابدہ ہے اور معاشرے کے رکن کی حیثیت سے بھی ہے۔ افراد میں تبدیلی آئے گی۔ افراد صادق اور امین ہوں گے تو صادق اور امین معاشرہ وجود میں آئے گا اور سربراہ حکومت صداقت وامانت کا سمبل ہوگا۔ لہٰذا نواز شریف کی نااہلی پر خوش یا غمگین ہونے کی بجائے اُن کے زوال کے اسباب پر غور کرنا ہوگا۔ ہر فرد اس کے لیے جدوجہد کرے تاکہ امت کا یہ اہم ترین جز جو پاکستان میں آباد ہے، پوری امت مسلمہ کا رہبر بن سکے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

☆☆☆☆

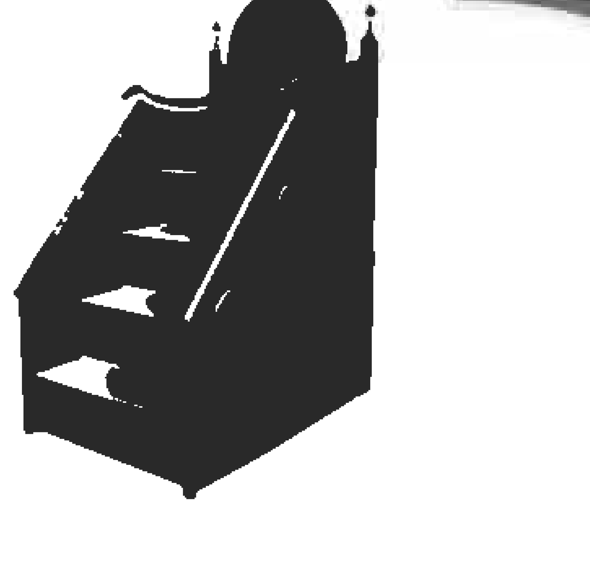

لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

سورۃ الحج کے آخری رکوع کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید ﷾ کے 28 جولائی 2017ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! گزشتہ شمارے میں ہم نے سورۃ الجمعہ کا مطالعہ کیا لیکن قبل ازین سورۃ الحج کا آخری رکوع ہمارے زیر مطالعہ تھا۔ اس رکوع کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں قرآن مجید کا خلاصہ بیان ہوا ہے۔ اس کے پہلے حصے میں بالخصوص مشرکین مکہ اور بالعموم تمام غیر مسلموں کے لیے پیغام ہے کہ وہ (1) ایک اللہ پر ایمان لے آئیں۔ (2) اللہ کے بھیجے ہوئے رسولوں خاص طور پر آخری نبی ﷺ پر ایمان لائیں اور (3) آخرت پر ایمان لائیں۔ ان تین تقاضوں پر پورا اُترتے ہوئے جو اسلام میں داخل ہو جائیں پھر ان تمام مسلمانوں کے لیے اس رکوع کے دوسرے حصے میں خصوصی پیغام ہے کہ اب بحیثیت مسلمان ان کی کیا ذمہ داریاں ہوں گی۔ چنانچہ ان ذمہ داریوں کا تعین چار عنوانات کے تحت آخری دو آیات میں آیا ہے جن میں سے تین ذمہ داریوں کا مطالعہ ہم کر چکے ہیں جبکہ ان فرائض دینی کی چوتھی سیڑھی یعنی جہاد کا مطالعہ ہم ان شاء اللہ آج کریں گے۔ یہ تقاضا اتنا بھاری ہے کہ اس کے لیے طویل آیت آئی ہے۔ فرمایا:

﴿وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ﴾ (الحج:78) ”اور جہاد کرو اللہ کے لیے جیسا کہ اُس کے لیے جہاد کا حق ہے۔“

جس طرح پہلی تین ذمہ داریوں یعنی ارکان اسلام کی بجا آوری، اللہ کی مکمل بندگی اختیار کرنا اور خدمت خلق ایک مسلمان کے لیے لازمی ہیں اسی طرح اللہ کے لیے جہاد کا حق ادا کرنا بھی ہر مسلمان کے لیے لازمی ہے اور یہ کیوں لازم ہے اس کی پوری تفصیل مختصر الفاظ میں یوں بیان ہوئی:

﴿هُوَ اجْتَبٰىكُمْ﴾ ”اُس نے تمہیں چن لیا ہے“

چونکہ اب کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول ﷺ کے ذریعے دین کی تکمیل کر دی ہے۔ لہٰذا اب تا قیامت اس امت کو فریضہ رُسالت ادا کرنا ہے۔ اسی لیے اس امت کو یہ اعزاز بخشا گیا کہ:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ (آل عمران:110)
”تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے“

آج اس احساس سے مسلمانوں کا سر فخر سے تن جاتا کہ ہمیں تمام اُمتوں میں سے بہترین اُمت قرار دیا گیا ہے، یہ تو ہر مسلمان کو یاد ہے کہ ہم منتخب اُمت ہیں لیکن بدقسمتی سے یہ کسی کو بھی یاد نہیں رہا کہ ہمارا انتخاب کس مقصد

مرتب: ابوابراہیم

کے لیے کیا گیا ہے؟ فریضہ رُسالت ادا کرنے کا صاف اور سیدھا سا مطلب ہے کہ ہم دوسروں تک اسلام پہنچائیں۔ مگر المیہ یہ ہے کہ ہم دوسروں تک کیا اسلام پہنچائیں گے، ہم تو خود اس کے محتاج ہیں کہ ہمیں اسلام پہنچایا جائے، کلمہ سکھایا جائے، کلمہ کا مفہوم کیا ہے؟ اس کے تقاضے کیا ہیں یعنی دین کی بنیادی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ یہ سب بتایا جائے اور یہ تاکید کی جائے کہ قرآن کو سمجھ کر پڑھا کرو تا کہ پتا چلے کہ اللہ کے ہم سے تقاضے کیا ہیں۔ گویا ان سب باتوں کو جانے بغیر ہی ہم سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ کے پسندیدہ ہیں جیسے یہودیوں کو یہ زعم تھا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی سنت واضح طور پر بیان کر دی ہے کہ مسلمان اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں گے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں انھیں سرخرو کرے گا، سربلندی عطا کرے گا اور اگر اپنی ذمہ داری کو ادا نہیں کریں گے تو دنیا میں ذلیل و خوار ہو کر رہیں گے۔

چنانچہ آج اگر ہم ذلیل و خوار ہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟ جبکہ ہماری پشت پر تو کائنات کا خالق و مالک موجود ہے جو ہر چیز پر قادر ہے، پھر آخر ہم کیوں رُل رہے ہیں؟ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کا مفہوم ہے کہ ”بلاشبہ اس کتاب (قرآن) کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کئی قوموں کو عروج دے گا اور دیگر کئی قوموں کو ذلت دے گا“۔ یعنی جو قوم قرآن کے حقوق پورے کرے گی، اس سے ہدایت و راہنمائی لے گی تو دنیا میں اسے سربلندی اور غلبہ حاصل ہو گا اور جو قوم اس کے برعکس رویہ اختیار کرے گی تو ذلت و خواری اس کا مقدر بن جائے گی۔ جیسا کہ یہاں صاف طور پر قرآن تقاضا کر رہا ہے کہ اللہ کے لیے جہاد کا حق ادا کرنا بھی مسلمانوں کی بنیادی ذمہ داری ہے لیکن خود مسلمان ریاستوں میں ہی آج جہاد کا لفظ اتنا بدنام اور قابل دست اندازی پولیس ہو چکا ہے کہ اس کو زبان ہی پر لانے سے پہلے سو بار سوچنا پڑتا ہے۔ لہٰذا اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ آج مسلمان ساری دنیا میں ذلیل و خوار ہیں۔

بہرکیف اللہ کے لیے جہاد کا حق ادا کرنا یہ ہر مسلمان کے ذمہ چوتھی ذمہ داری ہے۔ جیسے والدین کے حقوق سورۃ بنی اسرائیل میں یوں بیان ہوئے ہیں:

﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ﴾ ”اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔“ ﴿اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا﴾ ”اگر پہنچ جائیں تمہارے پاس بڑھاپے کو ان میں سے کوئی ایک یا دونوں“ ﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝۲۳﴾ ”تو انہیں اُف تک مت کہو اور نہ انہیں جھڑکو اور ان سے بات کرو نرمی کے ساتھ۔“ ﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ﴾

”اور جھکائے رکھو ان کے سامنے اپنے بازو عاجزی اور نیازمندی سے“ ﴿وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿٢٤﴾﴾ ”اور دعا کرتے رہو: اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسے کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔“

جب والدین کے اتنے حقوق ہیں تو اُس اللہ کے بھی تو کچھ حقوق ہوں گے جو کہ پیدا کرنے والا، اتنی صلاحیتیں، شعور اور نعمتیں عطا کرنے والا ہے۔ چنانچہ اللہ کے انہی حقوق میں سے ایک حق اس کے لیے جہاد کرنا بھی ہے اور یہ اُمت مسلمہ کی ذمہ داری ہے کیونکہ اللہ نے اس اُمت کو چن لیا ہے۔ اس لیے کہ اب کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا بلکہ آخری نبی ﷺ نے جس طرح سے جہاد کا حق ادا کیا ہے یہ اُمت بھی اسی نقش قدم پر چلتے ہوئے جہاد کا حق ادا کرنے کی کوشش کرے گی۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلے جہاد کا آغاز دعوت سے کیا۔ اس کے نتیجے میں جب ایک جماعت وجود میں آگئی تو اللہ کی اس سنت کا ظہور ہوا:

﴿بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ﴾ (الانبیاء: 18) ”بلکہ ہم حق کو دے مارتے ہیں باطل پر تو وہ اس کا بھیجا نکال دیتا ہے تو جبھی وہ نابود ہو جاتا ہے۔“

پھر جب اسلام جزیرہ نمائے عرب کی حد تک غالب قوت بن گیا اور ایک حد تک آپ ﷺ کا مشن پورا ہو گیا تو اس کے بعد اس مشن کو صحابہ کرام ﷺ نے آگے بڑھایا اور جو اسلامی معاشرہ تشکیل پایا تھا اس کی نوک پلک سنوار کر اسے ریاستی نظام کی شکل دی۔ صحابہؓ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ تھے۔ انھوں نے دین حق کے لیے اسی طرح جہاد کیا جیسا کہ جہاد کا حق تھا۔ صحابہ کرامؓ نے دنیا کے ایک بڑے حصے تک اللہ کا دین پہنچا دیا تھا۔ حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں 44 لاکھ مربع میل کا رقبہ اسلام کے زیر نگیں آچکا تھا۔ یہ وہ مشن تھا جس کا آغاز دعوت سے ہوا تھا اور اس دوران مسلمانوں کو ہاتھ باندھے رکھنے کا حکم تھا اور آپ ﷺ اور آپؐ کے ساتھیوں نے طرح طرح کی اذیتوں، مصائب اور تکالیف کا سامنا بھی کیا۔ یہ بھی جہاد تھا جسے قرآن نے جہاد کبیر کا نام دیا۔

﴿فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ﴾ ”تو (اے نبی ﷺ!) آپ ان کفار کا کہنا نہ مانیے“ ﴿وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿٥٢﴾﴾ (الفرقان: 52) ”اور آپؐ ان کے ساتھ جہاد کریں اس (قرآن) کے ذریعے سے بڑا جہاد۔“

چنانچہ یہ بھی بہت بڑا جہاد تھا کہ ہاتھ میں کوئی ہتھیار نہیں تھا، صرف قرآن کے ذریعے لوگوں کو دعوت دی جارہی تھی اور اس کے نتیجے میں تشدد اور تکالیف برداشت کی جارہی تھیں۔ یہ جہاد کا آغاز تھا اور اس کی آخری شکل قتال نے اختیار کی جس کے ذریعے سے اسلام عالمی قوت بن گیا تھا اور آٹھ صدیاں مسلسل مسلمان سپریم پاور آن ارتھ رہے۔ یہ اللہ کی سنت تھی جو پوری ہوئی۔ اس کے بعد یہ ہماری ذمہ داری تھی جس کو کہ ہم بھول بیٹھے ہیں۔

آگے فرمایا:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ﴾ ”اور دین کے معاملے میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔“

﴿مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ﴾ ”تمہارے جدّ امجد ابراہیمؑ کی ملت۔“ ﴿هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ﴾ ”اُسی نے تمہارا نام مسلم رکھا ہے“ ﴿مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا﴾ ”اس سے پہلے بھی (تمہارا یہی نام تھا) اور اس (کتاب) میں بھی ہے“

لفظ مسلم کا لغوی مفہوم ہے اللہ کے ہر حکم کے سامنے سر جھکا دینے والا، اللہ کے ہر حکم کو بالاتر رکھنے والا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر میں بھی یہ لفظ بار بار آتا ہے۔

﴿اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٣١﴾﴾ (البقرہ) ”جب بھی کہا اُس سے اُس کے پروردگار نے کہ مطیع فرمان ہو جا تو اُس نے کہا میں مطیع فرمان ہوں تمام جہانوں کے پروردگار کا۔“ ﴿وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ﴾ ”اور اسی کی وصیت کی تھی ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے بھی۔“ ﴿يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ﴾ ”اے میرے بیٹو! اللہ نے تمہارے لیے یہی دین پسند فرمایا ہے“ ﴿فَلَا

پریس ریلیز 4 اگست 2017ء

پاکستان اور کشمیر یک جان دو قالب ہیں

وزیراعظم آزاد کشمیر کا یہ بیان قابل مذمت ہے کہ اب ہم سوچیں گے کہ کس ملک کے ساتھ الحاق کریں

اسلام ہی کشمیریوں اور پاکستانیوں کے باہمی رشتوں کو مضبوط اور مستحکم کر سکتا ہے

حافظ عاکف سعید

پاکستان اور کشمیر یک جان دو قالب ہیں۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ اختیاری اطلاعات اگر درست ہیں کہ نواز شریف کی نااہلی کی خبر پر تبصرہ کرتے ہوئے آزاد کشمیر کے وزیراعظم نے کہا کہ اب ہم سوچیں گے کہ کس ملک کے ساتھ الحاق کریں تو یہ انتہائی قابل مذمت اور باعث تشویش ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ آزاد کشمیر کی موجودہ حکومت نے زیریں سطح پر قائم شرعی عدالتیں اور اپیلٹ شرعی کورٹ صدارتی آرڈیننس کے ذریعے ختم کر کے حکومت کی جو سمت متعین کی تھی اُس کا یہ منطقی نتیجہ نکلنا تھا کہ بات ٹوٹ پھوٹ اور توڑ پھوڑ کی طرف جاتی۔ اُنہوں نے کہا کہ اسلام ہی کشمیریوں اور پاکستانیوں کے باہمی رشتوں کو مضبوط اور مستحکم کر سکتا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان اگر اسلامی فلاحی ریاست بن جائے تو کشمیر اور پاکستان یک جان دو قالب ہو جائیں گے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ ''پس تم ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان!''

یعنی مطیع فرمان ہونا ہی اصل میں اسلام ہے اور اس راستے پر چلنے والے کا نام اللہ نے مسلمان رکھا ہے، حضرت ابراہیمؑ بھی مسلمان تھے، پہلی مسلمان اُمتوں کا بھی یہی نام تھا اور اب اس اُمت کا بھی تا قیامت یہ نام رہے گا۔ آگے فرمایا:

﴿لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚ﴾ ''تا کہ پیغمبر تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ ہو۔''

یہ بڑی بھاری ذمہ داری ہے اور اس کا عنوان شہادت علی الناس ہے۔ یہاں اقبال کا یہ شعر اب زیادہ سمجھ میں آئے گا:

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

اصل میں ہم شہادت اور شہید کا مفہوم ایک ہی سمجھتے ہیں کہ جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔ حضور ﷺ کو بھی شہید قرار دیا گیا کیونکہ آپ ﷺ اللہ کے سب سے بڑے گواہ ہیں اور اللہ کے دین کی سب سے بڑی گواہی آپؐ نے دی ہے اور اس گواہی کے لیے سب کچھ نچھاور کیا ہے، ہر طرح کی قربانی دی ہے۔ لہٰذا جیسے اللہ کے رسول ﷺ نے گواہی مسلمانوں پر قائم کر دی ہے اب ایسے ہی پوری دنیا کے سامنے گواہی دینا مسلمانوں کا کام ہے۔ لیکن بدقسمتی سے آج ہم اسلام کے حوالے سے دنیا کے سامنے جو گواہی دے رہے ہیں وہ اسلام کے حق میں نہیں ہے بلکہ اسلام کے خلاف ہے۔ آج مسلمانوں کے قول و عمل اور کردار کی وجہ سے لوگ مسلمان ہونے کی بجائے اسلام سے بدظن ہو رہے ہیں۔ جارج برنارڈ شاہ نے کہا تھا کہ میں قرآن کو پڑھتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ اس سے بہتر کتاب کوئی نہیں ہے، مسلمانوں کو دیکھتا ہوں تو مجھے سمجھ میں آتا ہے کہ ان سے بدتر قوم کوئی نہیں۔ گویا ہم ان کو اسلام سے دور کرنے کا موجب بن رہے ہیں۔ ہم انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی اسلام کے راستے میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ جن کو ہم قبلہ و کعبہ سمجھ رہے ہیں اور جو شہزادے اور شہنشاہ، ہماری نمائندگی کر رہے ہیں، ساری دنیا ان کو دیکھ کر متنفر ہو رہی ہے۔ سب ایک سے بڑھ کر ایک ہیں۔ 58 اسلامی ممالک میں سے کسی ایک میں بھی اس وقت اسلام بطور نظام نافذ نہیں ہے۔ ہم نے اسلام کے نام پر پاکستان حاصل کیا، 72 سال ہو گئے ہیں لیکن ہم نے یہاں اسلام نہیں آنے دیا۔ ہم خود اسلام کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ چنانچہ اس کا جو نتیجہ نکلنا چاہیے تھا وہی نکل رہا ہے کہ آج پوری دنیا میں ہم دبے ہوئے ہیں اور ذلیل و خوار ہیں اور دوسری قومیں ہم پر مسلط ہیں۔ اس لیے کہ اللہ کا یہ وعدہ ہے:

﴿وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾﴾ (محمد:38) ''اور اگر تم پیٹھ پھیر لو گے تو وہ تمہیں ہٹا کر کسی اور قوم کو لے آئے گا' پھر وہ تمہاری طرح نہیں ہوں گے۔''

ہم نے بحیثیت مسلمان آج اپنی ذمہ داریوں کو بھلا دیا ہے۔ چنانچہ سورۃ الحج کے آخری رکوع میں ہماری یاددہانی کے لیے ہی مختصر انداز میں چار عنوانات کے تحت ان ذمہ داریوں کو بیان کیا گیا ہے۔ یعنی ارکان اسلام کی پابندی، پوری زندگی اللہ کی بندگی، خدمت خلق کے کام اور پوری دنیا پر اتمام حجت قائم کرنے، یعنی اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لیے جہاد، محنت اور کوشش۔ جب یہ بات ساری سمجھ میں آ گئی تو فرمایا:

﴿فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ ''پس نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔''

شروع میں ذکر تھا کہ رکوع کرو، سجدہ کرو تو اس سے مراد ارکان اسلام تھے اسی لیے آخر میں کہا گیا کہ پہلی سیڑھی پر تو قدم رکھ دو۔ یعنی اگر بات سمجھ میں آ گئی ہے تو ارکان اسلام کی پابندی شروع کرو جن میں نماز اور زکوٰۃ زیادہ واضح اور نمایاں ہیں۔ یعنی یہ دو کام تو ابھی سے شروع کر دو۔

وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ﴾ ''اور اللہ کے ساتھ چمٹ جاؤ''

یعنی آغاز ارکان اسلام سے کرو، نماز پڑھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اس کے بعد جو اگلی ذمہ داریاں ہیں جو زیادہ کٹھن ہیں ان کے معاملے میں اللہ کا دامن پکڑ لو۔ یعنی ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کا عزم کرو اور اللہ پر ہی بھروسا رکھو کیونکہ یہ اتنا آسان کام نہیں ہے۔ جب آپ واقعی ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں صحیح کردار ادا کریں گے تو سب سے پہلے آپ کی فیملی آپ سے ناراض ہو گی، آپ کی برادری آپ سے کٹے گی۔ جیسے اسلام تو عورتوں کے پردے کا قائل ہے اور مخلوط محافل کا مخالف ہے۔ لہٰذا جب آپ اسلام کی گواہی دیں گے تو سب سے پہلے آپ کی فیملی اور برادری رکاوٹ بنے گی اور طرح طرح کے مسائل کا سامنا ہو گا اور اذیتیں سہنا پڑیں گی۔ لہٰذا جہاد یہیں سے شروع ہو جائے گا کیونکہ جہاد کا مطلب struggle ہے۔ آپ اپنی struggle کریں گے تو آپ کے مخالفین بھی اس کے ردعمل میں ایک struggle کریں گے۔ برادری رسوم کے نام پر، ماحول معاشرے کے نام پر آپ کے خلاف ایک آواز اُٹھے گی۔ لہٰذا اب اللہ کے دامن سے چمٹ جاؤ۔ اس لیے کہ وہی جاننے، سننے اور دیکھنے والا ہے اور وہی اصل مددگار ہے۔ وہی تمہیں استقامت ادا کرے گا۔

ہم نے کلمہ پڑھ لیا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی فرق نہیں واقع ہو گا۔ صحیح معنی میں اسلام پر عمل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ پوری دنیا سے ٹکر لینے پر تیار ہیں۔ آج تو دنیا میں ایک ہی نظام ہے نیو ورلڈ آرڈر، جسے مسلمانوں کی اکثریت بھی فالو کرنے پر مجبور ہے۔ آج ہمارے لیے آسمانِ واشنگٹن سے وحی آتی ہے اور یو این او کے ذریعے سے حقوق نسواں کے بل منظور کیے جاتے ہیں اور ہم آنکھیں بند کر کے اس پر عمل پیرا ہیں۔ آپ دیکھیں کہ پچھلے بیس سال کے اندر اندر کتنا فرق واقع ہو چکا ہے۔ آج جو ہمارا الیکٹرانک میڈیا دکھا رہا ہے اس میں کتنا اضافہ ہو چکا ہے۔ اس لیے کہ ہم سب اندھے بن کر اس راستے پر چل رہے ہیں۔ گویا اس وقت پوری نوع انسانی اسلام کی دشمن بن چکی ہے اور شیطان کے ایجنٹ کا رول ادا کر رہی ہے۔ چنانچہ ان حالات میں ہمیں صرف اللہ کا ہی دامن تھامنا ہو گا، اس کے بغیر یہ کام آسان نہیں۔ اس کا دامن تھامنے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کریں، ذکر اذکار کا اہتمام کریں، قرآن مجید کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کریں۔ قرآن سب سے بڑی اللہ کی مضبوط رسی ہے۔ یعنی اس کو پڑھیں اور سمجھ کر پڑھیں۔ یہ ایک بہت بڑا سہارا بنے گا اور جب کوئی مشکل وقت آئے تو صلاۃ حاجت پڑھیں۔

﴿هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾﴾ ''وہ تمہارا مولیٰ ہے' تو کیا ہی اچھا ہے وہ مولیٰ اور کیا ہی اچھا ہے مددگار!''

یعنی وہی ہے جو دنیا میں تمہاری مدد کر سکتا ہے اور کوئی نہیں ہے۔ قرآن مجید میں خاص طور پر مسلمانوں کے لیے جو پیغام ہے اس کا خلاصہ سورۃ الحج کی ان دو آخری آیات میں انتہائی مختصر انداز میں بیان ہوا ہے اور اس کا مقصد یہی ہے کہ ہم اس کو مختصر شکل میں یاد رکھیں۔ اور اس کے تقاضوں پر پورا اُترنے کی ہمہ وقت کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسی انداز سے زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

سلسلہ وار 33 مطالعۂ کلامِ اقبال

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں کعبے کا مجاور بنایا اور دنیاوی عزت وجاہ وجلال بخشا۔ مگر عام انسانی فطرت کے عین مطابق کچھ نسلوں بعد ان یہ مجاوران وخادمانِ حرم اپنی کج روی اور بے راہ روی کے باوصف اس عزت افزائی کو اپنا خاندانی حق، میراثِ پدر اور شیرِ مادر سمجھ کر دین ابراہیمی اور تعلیماتِ اسماعیل سے نڈر ہو گئے۔ علی الاعلان بت برستی اختیار کی اور اس خاندانی وقار سے ہر حال میں چمٹے رہنے کی سوچ کے تحت کعبۃ اللہ میں ہی سینکڑوں بت سجا دیے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہوئی جس کا اشارہ اس طرف تھا کہ مجاورانِ کعبہ میں اقل قلیل لوگ اب بھی خدائے واحد کے پرستار اور نام لیوا ہیں اور اللہ تعالیٰ اولادِ اسماعیل سے ابھی مایوس نہیں ہے۔ سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان رُؤسائے عرب اور مجاورانِ کعبہ سے نرم رویّہ رکھنے کی وحی آئی کہ صدیاں بیت گئیں ان کی طرف کوئی سمجھانے والا نہیں آیا اسی لیے حق سے تغافل برت رہے ہیں۔ یہ اہل عرب قرآن مجید کے انسانی کلام ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اگرچہ اس جیسا کلام لانے سے قاصر ہیں۔ دل میں برخود غلط ہونے کے قائل ہیں مگر عوام میں اپنی خاندانی ساکھ اور شہرت کو داغدار ہونے سے بچانے کے لیے جھوٹی اَنا پرستی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان سے ٹکر لے رہے ہیں۔

اس پس منظر میں ابوجہل کا حرمِ کعبہ میں یہ نوحہ اس وقت کے اسلام مخالف لوگوں کے ترجمان (SPOKES MAN) کا نوحہ ہے اور بنظر غائر دیکھا جائے تو عصر حاضر کے اسلام مخالف، لبرلز (LIBERALS) لبرل ازم کے پرستار، آسمانی ہدایت کے دشمن، خدا بے زار، انسان دشمن اور اخلاق دشمن رویّوں کے حامل لوگوں کے دل کی بھی آواز ہے۔ اہل دل اور منصف مزاج اہل نظر جانتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مقابلے میں پہلے بھی اور آج بھی ان ابوجہلوں اور وحی بے زار لوگوں کا موقف صریحاً کتنا بودا، بے بنیاد اور من گھڑت (COOKED) ہے۔ یہ اشعار اسی نقطۂ نظر سے پڑھنے کے لائق ہیں۔

نوحہ رُوحِ ابوجہل درحرمِ کعبہ (1)

1	سینۂ ما از محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) داغ داغ!	از دمِ او کعبہ را گل شد چراغ!

ہمارا سینہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات کی وجہ سے زخموں سے چور ہے　اس صلی اللہ علیہ وسلم کے دم سے کعبہ (کی عظمت اور اس کے متولیوں کی من مانیوں) کا چراغ بجھ گیا ہے

2	از ہلاکِ قیصر و کسریٰ سرود	نوجواناں را ز دست ما ربود

اس (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قیصر اور کسریٰ کے زوال اور تباہی کی بات کو خوش خبری کہا　(ہمارا مستقبل یعنی ہمارے) نوجوانوں کو ہماری گرفت سے نکال دیا

3	ساحر و اندر کلامش ساحری است	ایں دو حرفِ لا اِلٰہ خود کافری است

وہ جادوگر ہے اور اس کے کلام میں جادو کی سی اثر آفرینی ہے　اس کی تعلیمات کے یہ دو لفظ 'لا اِلٰہ' ہمارے معبودوں کا انکار اور توہین ہے

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے فروغ پر آج کے مغرب زدہ بعض LIBERALS اور روشن خیال رہنما، بعض اینکر پرسن، بعض کالم نویس، بعض صحافیوں، بعض مغرب زدہ (مردوزن) دانشوروں اور مغربی صہیونی سامراج کے عزائم کی تکمیل میں اپنے بیانیہ کے ذریعے تعاون پیش کرنے والے بعض مذہبی سکالروں کے نمائندہ ــــ ابوجہل کا نوحہ ایک صدی قبل لکھا گیا تھا مگر آج پہلے سے زیادہ توجہ سے پڑھے جانے کا مستحق ہے۔

1۔ (ہماری مخالفتوں اور مزاحمت کے باوجود حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات کے پھیلاؤ اور سرزمین عرب اور حرم کعبہ کے جوار سے لوگوں کے مسلمان ہونے کے TREND سے ہمارا سینہ زخموں سے چور ہے افسوس کہ حرم کعبہ میں بُت رکھ کر اور یہود و نصاریٰ سے دوستی کر کے ہم نے مذہبی یگانگت، باہمی احترام اور مکالمہ بین المذاہب کا راگ الاپ رکھا تھا وہ ساری کوششیں برباد ہو گئی ہیں اور کعبہ دوبارہ توحید کا مرکز بن رہا ہے۔

2۔ حیرت کی بات ہے کہ مسلمان مغربی صہیونی سامراج کے زوال کی بات کر کے خوشی محسوس کرتے ہیں قیصر و کسریٰ کے خاتمے کی بات کرتے ہیں۔ بڑے دُکھ کی بات ہے کہ ہمارے ہی نوجوان اب اسلام کے غلبہ اور سیاسی اسلام کی بات کرتے ہیں اور اسلام کی طرف کھنچے چلے جا رہے ہیں اور یہ نوجوان نسل ہمارے ہاتھوں سے نکل گئے ہے۔

3۔ اسلام کا یہ پیغمبر ــــ ایک ساحر سے کم نہیں اس کے پیش کردہ کلام (کلامِ خداوندی یعنی قرآن مجید) میں ایسی جادوگری ہے کہ وہ سب کو مفتوح بنا رہی ہے اس کے نعرہ (SLOGAN) اور کلمہ طیبہ کے الفاظ 'لا اِلٰہ' کہ اب کوئی قیصر کے نام سے خدا بن کے نہیں بیٹھے گا اور نہ کسریٰ کے نام پر۔ یہ بات خود ہمارے نظریات کا انکار ہے کہ حکمرانی اور حاکمیّت صرف اللہ تعالیٰ (خالق کائنات) کو سزاوار ہے اور اسی کا حق بھی ہے۔

نواز شریف کا انجام ہمارے لیے نشانِ عبرت ہے

حافظ عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی)

بالآخر بلی تھیلے سے باہر آ گئی۔ وہ عدالتی فیصلہ جس کا سب کو انتظار تھا بالآخر سنایا گیا اور میاں نواز شریف صاحب اپنے منصب سے معزول کر دیے گئے۔ میاں نواز شریف کے عروج وزوال کی داستان میں ہم سب کے لیے عبرت کا بڑا سامان موجود ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ نواز شریف کے سیاسی سفر کا آغاز جنرل ضیاء الحق کی سرپرستی میں ہوا تھا۔ ضیاء الحق صاحب 1977ء میں اس ملک کی سیاسی حکومت کا تختہ الٹ کر اسلامی نظام کے داعی بن کر سامنے آئے تھے۔ یعنی انہوں نے اپنے اقتدار کے لیے جس چیز کو چھتری بنا رکھا تھا وہ اسلام تھا۔ چنانچہ انہوں نے نفاذ اسلام کے لیے کچھ کام نیم دلانہ طور پر کیے بھی تھے۔ مثلاً سرکاری سطح پر نماز کا نظام اور زکوٰۃ کی وصولی کا ایک متنازعہ فیہ نظام وغیرہ۔ وفاقی شرعی عدالت کا قیام بھی انہی کے دور میں تشکیل دیا گیا تھا، گو اس کے اختیارات محدود رکھے گئے تھے۔ جبکہ اللہ کا مسلمانوں سے دوٹوک مطالبہ یہ ہے کہ: ”اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔“ (البقرہ: 208)
یہ دین ایک وحدت ہے۔ بہر حال ان کی بہت سی سیاسی مصلحتیں تھیں جو اس راہ میں حائل تھیں۔ لیکن بہر حال انہیں پاکستان کی تاریخ میں ایک ایسے سربراہ کی حیثیت سے جانا جاتا ہے جس نے اسلام کو استعمال بھی کیا اور اسلام کے نفاذ کے حوالے سے کچھ مثبت قدم بھی اٹھائے اور انہی کی سرپرستی میں نواز شریف کے سیاسی کیریئر کا آغاز ہوا۔ پھر جب اسلامی جمہوری اتحاد کی تشکیل ہوئی تو اس میں میاں نواز شریف، جماعت اسلامی اور مولانا سمیع الحق سب اکٹھے تھے اور اسے اسلامی اتحاد کے طور پر متعارف کرایا گیا تھا۔ کئی مواقع پر انہوں نے اس عزم کا اظہار بھی کیا تھا کہ میں پاکستان میں اسلامی نظام کو قائم کروں گا۔ اللہ نے انہیں کئی مواقع دیے۔ ایک بہت اہم موقع وہ بھی تھا جب وہ انتخابات میں ہیوی مینڈیٹ کے ساتھ کامیاب ہوئے اور انہیں اسمبلی میں دو تہائی اکثریت حاصل تھی۔ انہی دنوں اتفاقاً ان کی ملاقات والد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے ہوئی۔ کچھ اتفاق ایسا ہوا کہ میاں محمد شریف اپنے تینوں بیٹوں (وزیر اعظم نواز شریف، وزیر اعلیٰ شہباز شریف اور عباس شریف) کے ساتھ قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن میں والد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے ملنے کے لیے آئے تھے۔ والد محترم نے ان سے کہا تھا کہ مسلم لیگ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے اسلام کے نام پر پاکستان بنایا لیکن اسلامی نظام کے قیام کے حوالے سے اس پر قرض باقی تھا کہ یہاں واقعی اسلامی نظام کا قیام بھی مسلم لیگ کے ہاتھوں ہوتا۔ آپ لوگوں نے مسلم لیگ کا احیاء کیا ہے اور اب ایسی پوزیشن میں ہیں کہ آپ یہ عظیم کام کر سکتے ہیں۔ والد محترم نے انہیں فوری طور پر دو اقدامات کا مشورہ دیا۔ ایک یہ کہ ہمارے دستور میں جو چند شقیں خلاف اسلام ہیں ان کو ختم کیا جائے اور آرٹیکل A2 کو جو اللہ کی حاکمیت کے اقرار پر مشتمل ہے، پورے دستور پر حاوی قرار دیا جائے تا کہ ابہام ختم ہو جائے۔ مزید یہ کہ اسلامی قوانین کے نفاذ کے حوالے سے دستوری شق 227 کو موثر بنانے کے لیے اس میں ضروری اصلاح کی جائے تا کہ ہمارا دستور اسلامی لحاظ سے مستحکم ہو جائے تو ہم ان شاء اللہ دستور کے حوالے سے نفاذ اسلام کی صحیح پٹڑی پر چڑھ جائیں گے۔ دوسری تجویز انہوں نے یہ دی تھی کہ ملکی سطح پر سود کا فوری خاتمہ کریں اس لیے کہ سود کے ہوتے ہوئے اللہ اور رسول ﷺ کی نصرت اور حمایت ہمیں حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس پر میاں محمد شریف نے اپنے بیٹوں کی موجودگی میں وعدہ کیا تھا کہ ہم ایک سال میں اس سود کو ختم کر دیں گے۔ یہ سب باتیں آن دی ریکارڈ ہیں۔ لیکن یہ وعدہ انہوں نے پورا نہیں کیا بلکہ اس کے برعکس سیکولرازم اور لبرل ازم کی طرف بڑھتے چلے گئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ بھارت کو خوش کرنے کی خاطر اپنی نظریاتی بنیادوں کو منہدم کرنے کے درپے ہو گئے۔ بہر کیف نواز شریف کا پس منظر تو یہ تھا کہ نام وہ اسلام کا لیتے رہے ہیں بلکہ ایک زمانے میں وہ اسلام کے نمائندے کے طور پر ملکی سیاست کے افق پر طلوع ہوئے لیکن عملاً جو کچھ بھی کیا اس کے بالکل برعکس تھا اور آخر میں تو اسلام کی جڑیں کھودنے کی انتہا کر دی جس کا خمیازہ اب بھگت رہے ہیں۔

چنانچہ فیصلہ تو ان کے خلاف آ گیا ہے لیکن یہ نہ بھولیے کہ اس حمام میں صرف ایک نواز شریف نہیں بلکہ کم وبیش سبھی ننگے ہیں۔ دیگر سیاسی پارٹیاں بالخصوص سیکولر سوچ رکھنے والے تمام دھڑے کس درجے صادق اور امین ہیں، سب جانتے ہیں۔ دینی سیاسی جماعتوں کا معاملہ یہ ہے کہ وہ بالعموم کسی سیکولر سیاسی جماعت کا ضمیمہ بن کر رہ جاتی ہیں۔ چنانچہ ہمارے نزدیک ”خر آمد و گاؤ رفت یا گاؤ آمد و خر رفت“ سے کوئی حقیقی تبدیلی واقع نہیں ہو گی۔ یعنی محض چہرے تبدیل کرنے سے کسی پائیدار تبدیلی کی توقع عبث ہے جب تک اس ملک میں حقیقی اسلامی نظام نہیں آتا۔ اسلام کے نام پر یہاں دھوکے بہت دیے گئے ہیں لیکن حقیقی اسلام کا نفاذ آج تک نہیں ہو سکا۔ جب تک یہاں حقیقی معنوں میں نظامِ مصطفیٰ قائم نہیں ہوتا، خاکم بدہن پاکستان کی نیا ڈولتی ہی رہے گی۔ یہ ملک مسائلستان اور بحرانستان بنا رہے گا۔

ہمیں یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ حکمران طبقہ اصل میں پوری قوم کی کریم ہوتا ہے۔ ہمیں قومی اصلاح کا کام بنیادی سطح سے شروع کرنا ہو گا۔ دینی جماعتوں کو اس معاملے میں اہم کردار ادا کرنا ہو گا۔ رسول اکرم ﷺ کے ایک فرمان کا مفہوم ہے کہ ”جیسے تم خود ہو گے اسی طرح کے حاکم تم پر مسلط کیے جائیں گے“۔ کرپشن کے حوالے سے آج ہم بحیثیت قوم جس مقام پر کھڑے ہیں کس کو نہیں معلوم۔ ایک زمانے میں سروے آیا تھا کہ کرپشن کے حوالے سے ہمارا شمار دنیا میں ٹاپ ٹین ممالک میں ہوتا ہے۔ اسلام کے نام پر بننے والا ملک، 96 فیصد آبادی یہاں مسلمانوں کی ہے اور کرپشن اتنی زیادہ؟ جبکہ اسلام اور کرپشن تو بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ اس کے علاوہ دیکھیے کہ قرآن نے منافق کی نشانیاں صاف صاف بتا دی ہیں کہ جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا، عہد کو توڑنا، اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپے سے باہر ہو جانا یعنی گالم گلوچ کرنا۔ فرمایا کہ جس قوم میں یہ چار نشانیاں ہوں وہ پکی منافق ہے۔ کیا آج قومی سطح پر رویہ منافقانہ نہیں ہے۔ لہٰذا ہمیں یہاں سے اصلاح کا عمل شروع کرنا ہو گا ورنہ تھوڑے تھوڑے عرصے بعد یہ سیاسی تماشا لگا ہی رہے گا۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی رہے گی۔ ان میں سے کسی کے آنے جانے سے کوئی خیر برآمد نہیں ہونے والی جب تک کہ حقیقی اسلام اس ملک میں نہیں آتا۔ اقبالؒ نے کیا خوب راہنمائی کی تھی۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسولِ ہاشمی
ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

دور نجاست نہ ہو سکی!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

گریٹر اسرائیل کے ایجنڈوں پر رواں دواں اسرائیل، مجبور ومظلوم ومحکوم فلسطینیوں کے جان ومال، عزت وامان سے کھیل رہا ہے۔ دو جمعے مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ ادا نہ ہو سکی۔ امت، ٹرمپ کی زیرنگرانی باہم الجھی پڑی ہے۔ قطر سے نمٹنا یہودیوں سے نمٹنے سے اہم تر ہے۔ سعودی عرب فلسطینیوں کا پشت پناہ اور مؤید ہوا کرتا تھا۔ پاکستان روزِ اول سے دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کا ترجمان رہا۔ تاہم نائن الیون کے بعد پلوں کے نیچے سے بے حساب خونِ مسلم بہہ چکا۔ پاکستان کو خود سے الجھنے ہی سے فرصت نہیں۔ مشرق وسطیٰ خلیجی بحران میں سرتاپا غرق کر دیا گیا۔ ہم اپنی شہ رگ کشمیر پر بات کرنے کی فرصت نہیں پاتے۔ اپنے مفادات کی خبر لینے سے بے نیاز بیٹھے ہیں! بوقتِ ضرورت بوند بوند پانی کو ترستے ہیں۔ (5 دریاؤں کی سرزمین!) اور بے وقت، بھارت سے سیلابی ریلوں میں ڈبکیاں کھاتے ہیں مگر اف نہیں کرتے! مسجدِ اقصیٰ تو واقعی دور کی مسجد ہو گئی! لال مسجد کو نہلا دینے کے بعد مساجد کے تحفظ کی بات کریں تو کیسے؟ روشن خیالی، سافٹ امیج مجروح ہوتا ہے۔

صد غنیمت کہ اردوان، خلافتِ عثمانیہ کی میراث سے حصہ پا کر قطر کے الجھاؤ کو سلجھانے اور اسرائیل کو دھمکانے کا فریضہ ادا کرنے اٹھ کھڑے ہوئے۔ واشگاف اعلان کیا کہ دہشت گردی کو بہانہ بنا کر اسرائیل یروشلم کے مقامات مقدسہ، مسجدِ اقصیٰ اور گنبد صخرہ پر قبضے کا ارادہ رکھتا ہے، اس پر ہم خاموش نہیں رہیں گے۔ سکیورٹی کے نام پر مسجدِ اقصیٰ پر مسلط کیے گئے اقدامات کی قیمت اسے چکانی ہو گی۔ اس پر اسرائیل نے سکیورٹی آلات ہٹانے کا اعلان کر دیا جو فلسطینیوں اور اسرائیلیوں کے درمیان شدید جھڑپوں کی وجہ بنے ہوئے تھے۔ قدس کے مظلوم مگر بہادر مسلمان پوری امت کے لیے نمونہ ہیں۔ کفر کے سامنے گھٹنے ٹیکنے والے منافقین کے مقابل یہ بہادر شیر یہودیوں کے مقابل قبلہ اوّل کے تحفظ کے لیے سینہ سپر ہیں۔ ہم ہوتے تو یہودیوں کے ساتھ مل کر پتنگیں اڑاتے، بھنگڑے ڈالتے۔ ان کی استقامت کے طفیل مسجد اقصیٰ دوبارہ کھول دی گئی ہے۔ اردوان کی گھرکی بھی کارگر ہوئی۔

ادھر قطر نے خلیج مخمصے سے نکلنے کے لیے عالمی عدالت سے رجوع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ بائیکاٹ جاری رکھنے پر ان ممالک کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ یہ الگ کہانی ہے کہ عالمی عدالت، انصاف فراہم کرنے سے قاصر، صرف اخلاقی دباؤ ڈال سکتی ہے۔ تمام عالمی ادارے اقوام متحدہ کی مانند بڑی طاقتوں کے کارندے ہیں۔ بیمار ہوئے جس کے سبب ! امریکہ کو اس مقام تک پہنچانے میں سارا قصور ہمارا ہے۔ تمام مسلم ممالک اپنے بے پناہ وسائل، آبادیوں سمیت حقیر پُرتقصیر بن کر اس کے در کے بھکاری ہو گئے۔ ٹرمپ جیسا کم فہم 59 مسلم ممالک پر بھاری ہو سکے؟ امیر المومنین بنا مسلم ممالک کانفرنس کی سربراہی کرے! دوسری جانب امریکہ میں امتیازی سلوک نے مسلمانوں کا جینا حرام کر دیا۔ 62 فیصد امریکی شہریوں نے بھی تصدیق کر دی۔

خلیج میں الجھاؤ کا شاخسانہ بھی اسی کی دین ہے۔ پاکستان کو گھرکیاں اور مالی مطالبات کا رد کیا جانا بھی ٹرمپ کے ہاتھوں ہے۔ امریکہ میں پاکستانی سفیر اعزاز چودھری نے شکوہ کیا ہے کہ ہماری جانب سے پیش کردہ مالی مطالبات، مشترکہ مفادات کے حصول میں پاکستان کی جانب سے کیے گئے اخراجات کی واپسی کے لیے ہیں۔ ہم سالہا سال سے انہی کالموں میں عرض کرتے چلے آ رہے ہیں کہ یہ امریکی جنگ ہے جو پاکستان کے لیے حد درجے تباہ کن ہے۔ اب یہ پہلو کھل کر خود بہ زبانِ امریکہ سامنے آ گیا ہے کہ انہوں نے ہمیں امریکی مفادات کے تحفظ کے لیے ادائیگی کی۔ اب جبکہ ان کی حسبِ منشاء حقانی گروپ ختم نہیں کیا جا سکا تو انہوں نے منہ موڑ لیا۔ امریکہ سے ہمارے مشترکہ مفادات؟ کیا یہ وہی امریکہ نہیں جس نے ہمارے ایٹمی طاقت بننے کی راہ میں کوہ گراں کھڑے کرنے چاہے؟ بھارت کی پیٹھ ٹھونکی، اسے ایٹمی تعاون پیش کیے۔ ہمارے ایٹمی دھماکوں پر غضب ناک ہو کر ہماری ایف 16 کے لیے کی گئی ادائیگی کی رقوم کے عوض بوسیدہ گندم دے کے ٹرخایا۔ 1965ء کی جنگ میں اپنی محبت، دوستی اور اتحادی ہونے کا ثبوت یہ دیا کہ اعلان فرما دیا کہ پاکستان کو ہر قسم کا جنگی سامان فراہم کرنا بند کر دیا جائے۔ 1971ء میں ان کا چلا ہوا بحری بیڑا آج تک پاکستان نہیں پہنچا۔ یہ مشترکہ مفادات نہیں، امریکی مفادات ہیں جن کی خاطر ہم نے ملک اجاڑا ہمہ گیر، ہمہ پہلو۔ جب بڑوں کے مابین لڑائی ہوتی ہے تو سارے راز سارے احوال کھل جاتے ہیں۔ امریکہ پاکستان مابین معاملات منہ پھٹ، منہ زور ٹرمپ کے دور میں کھل گئے ہیں۔ دہشت گردی کے پردے میں خونِ مسلم کے درپے جنگ کا مکروہ چہرہ بے نقاب ہو چکا۔

الطاف حسین دو دہائیوں تک ہماری معاشی شہ رگ کراچی کو دبوچے لندن سے چلاتا چنگھاڑتا رہا۔ ساری حکومتیں دم سادھے ستر اسی قتلوں میں ملوث ایک ایک ٹارگٹ کلر کو دیکھتی، چھوڑتی رہیں۔ سبھی کچھ اسلام پسند تنظیموں کے کھاتے میں ڈالا گیا۔ مشرف مکے لہرا کر متحدہ کی قوت کو داد دیتا، صاد کرتا رہا۔ بم پھاڑے گئے، فیکٹری جلا کر بے گناہ بھسم ہوئے۔ علماء کے خون سے زمین رنگی گئی۔ اب کیا یہ انکشاف ہے کہ کراچی سے دو ٹارگٹ کلر قاتل گرفتار، جنہیں متحدہ بانی نے قتل کرنے پر شاباش دی؟ آڈیو جاری ہو گئی! اب کمال درجے تجاہلِ عارفانہ سالہا سال برتنے کے بعد یہ کہا کہ جنوبی افریقہ اور برطانیہ کی سرزمین کا پاکستان کے خلاف استعمال ہونا سنگین معاملہ ہے! اس سنگینی پر تو دو خونچکاں دہائیاں گزر گئیں۔ شکر ہے خوابِ خرگوش کے مزے لوٹنے والے اب بھی بیدار ہو گئے! یہ ساری بش اور مُش (مشرف) و دیگر یکے بعد دیگرے والوں کے مشترکہ مفادات کے المیے ہیں۔ بڑوں کے مفادات کو غریب مسکین قوم کے متھے کیا لگانا! ہمارا نام لے لے کر ہمیں ہی بھینٹ چڑھایا جاتا رہا۔

مشرف باہر گلچھرے اڑا رہے ہیں۔ نواز شریف کے گھر کے ایک ایک فرد کی جیب ٹٹولی گئی۔ ہمیں اس پر اعتراض نہیں۔ سبھی یکساں ہیں، سبھی مقتدرین کی جیبیں ٹٹولی جانی ضروری ہیں۔ صرف سویلین جیبیں کیوں؟ وردی کی تو جیبیں بھی بہت سی ہوتی ہیں! بات یہ ہے کہ جج کی طرف میلی آنکھ اٹھے تو توہینِ عدالت کا کوڑا برسے گا۔ جرنیل کو غور سے دیکھ لیا تو لاپتہ کر دیے جائیں گے۔ پولیس کو کچھ کہا تو چھترول اور فورتھ شیڈول میں ڈالا جائے گا۔ سیاسی لیڈر کا تو صرف استحقاق مجروح ہوتا ہے اور بس! تاہم پانامہ جھگڑوں میں قوم کی اخلاقیات کا جنازہ نکل گیا۔ غیر مہذب، غیر شائستہ فلمی بازاری مکالمے۔ سوشل میڈیا پر بدزبانی، اختلاف پر عدم برداشت اور گالیوں کی

بوچھاڑ۔ فلموں ڈراموں کی سطح کے لوگ قوم کی رہنمائی کو بےتاب ہوئے جا رہے ہیں۔ پوری قوم کو امریکی مفادات کے عوض گروی رکھ کر سپریم کورٹ کی اجازت سے امریکہ میں دادِ عیش دینے والے، سینما کے ٹکٹ گھر سے نکل کر کوچۂ سیاست میں قومی دولت پر مسٹر ہنڈرڈ پرسنٹ بننے والے، دو دہائی کے بھتہ خور ٹارگٹ کلر مشرف کے قائد ساتھی، پاکستان کی فرسٹ لیڈی بننے کی آج بھی تڑپ رکھنے والی یہودی خاندان کی عورت کے تحفے سے ملے گھر کے باسی یہ سب صادق و امین ہیں؟ صرف ایک نااہل ہوا اس بنیاد پر؟ ان مقدس الفاظ کا ہمارے کرپشن زدہ ماحول میں استعمال ہی گناہ عظیم ہے۔ سول ملٹری، عدالتی سبھی یکساں ہیں۔ عنداللہ، (اگر ایمان کے تقاضے لحہ دو لحہ توجہ کا مرکز بنیں تو) آخرت کے کٹہرے میں کھڑے ہو کر جواب دہی جس نے حضرت عمر فاروق ؓ جیسے عادل حکمران کو پہروں رلایا! کیا یہی معیار قیادت آج ہمارا مقدر ہے؟ مناصب، امانتوں کی کھینچا تانی، لوٹ مار کی بےقراری۔ پاکستان قحط الرجال کے لق و دق صحرا میں آ کھڑا ہوا۔ الیس منکم رجلٌ رشید! ایک بھی مرد صالح نہیں؟

اخلاق و کردار کی یہ گراوٹ ٹیلی ویژن، سوشل میڈیا کی مرہون منت ہے۔ لاہور ہائیکورٹ نے یہ کہہ کر بھارتی فلموں ڈراموں کی اجازت دے دی کہ دنیا گلوبل ویلیج بن چکی، ہم کب تک بلاجواز پابندیاں عائد کرتے رہیں گے۔ بلاجواز؟ قرارداد مقاصد والا آئین اور اس کی عائد کردہ حدود و قیود کیا ہوئیں؟ سورۃ النور میں اشاعتِ فحش پر دنیا و آخرت میں عذاب الیم (دردناک سزا) کی وعید کیا ہوئی؟ (آیت:19) معاشرے میں ٹیلی ویژن کے دہانے اور سوشل میڈیا پر بلا روک ٹوک امڈنے والے فحاشی، بے راہ روی کے سیل بے پناہ پر جو نتائج مرتب ہو رہے ہیں اس کا ذمہ دار کون ہے؟ پنجاب ہی سائبر ہراسانی کے واقعات میں سرفہرست ہے جس کا نشانہ خواتین بن رہی ہیں۔ یہ بھی سافٹ امیج اور روشن خیالی کے انڈے بچے ہیں۔ بلیک میلنگ، نازیبا پیغامات، جسمانی تشدد کی دھمکی، ہیلپ لائن پر 4 ماہ میں 44 فیصد واقعات میں اضافہ ہوا ہے۔ سالانہ ویٹ (veet) نوعیت کے مقابلہ حسن میں گھیر کر لائی جاتی نوخیز لڑکیاں عشوے غمزے دکھاتی ناز سے بجتی اونٹنی کی طرح اٹھلاتی لائق ریمپ بنا کر سر پر تاج رکھ کر پیش کی جاتی ہیں۔

انگریز جا چکے ہیں مگر پھر بھی ہم سے دور
تہذیبِ مغربی کی نجاست نہ ہو سکی

☆☆☆

قابلِ توجہ

حقوق اور ترقی کے نام پر عورت کی تذلیل

انصار عباسی

ساہیوال کے حوالے سے ایک خبر پڑھی تو سر شرم سے جھک گیا۔ حقوق نسواں اور عورت کی ترقی کے نام پر ہم اسلام کے نام پر بننے والے اپنے ملک اور مشرقی روایات کے حوالے سے جانے جانے والے معاشرے میں مغرب کی نقالی میں عورت کی حرمت کو پامال کر کے اُسے شوپیس بنا کر پیش کرنے کی ریس میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے میں کوشاں ہیں۔ میڈیا، اشتہارات، فلم ٹی وی تو پہلے ہی مال کمانے کے لیے عورت کو استعمال کر رہے ہیں۔ برابری اور ترقی کے نام پر مختلف کاروباری ادارے، بینک وغیرہ بھی عورت کو اپنا کاروبار بڑھانے کے لیے عورت کو ایسی ایسی ذمہ داریاں دیتے ہیں جن کا مقصد عورت کو استعمال کر کے اپنا کاروبار بڑھانا مقصود ہوتا ہے۔ جب عورت کی حرمت کو اس طرح سے کھلے عام پامال کیا جا رہا ہو اور کوئی بولے بھی نہ تو پھر حالات بد سے بدتر ہی ہوتے رہیں گے اور یہی کچھ ساہیوال میں ہوا۔ میڈیا میں اگرچہ اس خبر کی کوئی خاص تشہیر دیکھنے کو نہیں ملی لیکن سوشل میڈیا کے ذریعے پتا چلا کہ ساہیوال کے اسسٹنٹ کمشنر نے اپنے علاقے میں کسی پروجیکٹ کی افتتاحی تقریب (جس میں شاید وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف کو بحیثیت مہمان خصوصی شرکت کرنا تھی) کو پررونق بنانے کے لیے خوبصورت خواتین کی ضرورت پڑ گئی۔ اپنے دنیاوی آقاؤں کو خوش کرنے اور شاباش لینے کے لیے اے سی صاحب بلااجازت ساہیوال کے ایک میڈیکل کالج کے خواتین ڈاکٹرز کے ہاسٹل میں جا پہنچے۔ اطلاعات کے مطابق اے سی صاحب خوبصورت چہروں کی تلاش میں تھے جس پر وہاں موجود ڈاکٹرز اور انتظامیہ نے احتجاج کیا اور یوں یہ معاملہ عوام تک پہنچا جس کے نتیجے میں اے سی کو معطل کر دیا گیا۔ مجھے پاکستان کی ایک اہم ترین یونیورسٹی کے رجسٹرار نے کچھ عرصہ قبل بتایا کہ جنرل مشرف دور کے ایک گورنر صاحب کے عملے کی طرف سے یونیورسٹی رجسٹرار کو فون آیا کہ یونیورسٹی ہوسٹل میں موجود طالبات میں سے خوبصورت لڑکیوں کو گورنر ہاؤس میں منعقد ایک تقریب کو بارونق بنانے کے لیے بھیجا جائے۔ یعنی اب حالات یہ ہیں کہ ہماری بچیاں جنہیں ہم اسکول کالج علم حاصل کرنے کے لیے بھیجتے ہیں وہ اپنے تعلیمی اداروں اور ہوسٹلوں تک میں محفوظ نہیں اور المیہ دیکھیں کہ ریاست کے اہم ترین ذمہ داروں کو خوش کرنے کے لیے ان بچیوں کو شوپیس کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ یہ صورت حال وہ ہے جسے سوچ کر گھن آتی ہے کہ ہم ترقی اور حقوق کے نام پر اپنی ہی خواتین کی کیسی بےحرمتی کر رہے ہیں۔ اُن افسران کو شرم آنی چاہیے جو اپنے آپ کو پڑھا لکھا سمجھتے ہیں لیکن اپنے دنیاوی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے دوسروں کی بیٹیوں کو اُن کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ کیا ایسی تقریبات کو منعقد کرنے والے اور اُن میں مہمان خصوصی بن کر شرکت کرنے والے یہ چاہیں گے کہ اُن کی اپنی بچیوں کو دوسروں کے سامنے اس طرح شوپیس بنا کر پیش کیا جائے۔ یقیناً نہیں کیوں کہ عورت کے لیے یہ ترقی صرف دوسروں کی بہنوں بیٹیوں پر لاگو کی جاتی ہے۔ لیکن انہیں بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اُن کی بیٹیاں بھی کسی کالج، یونیورسٹی میں پڑھتی ہوں گی اور اُنہیں کوئی دوسرا انہی مقاصد کے لیے استعمال کر سکتا ہے۔ ساہیوال واقعہ پر پنجاب حکومت اور وزیراعلیٰ شہباز شریف کے لیے یہ کافی نہیں کہ صرف انکوائری کا حکم دے کر ایک افسر کو معطل کر دیا جائے۔ بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ پنجاب حکومت باقاعدہ ایک پالیسی ہدایت نامہ جاری کرے جس کے ذریعے کسی بھی نجی یا سرکاری تقریب میں خواتین کو شوپیس کے طور پر استعمال کرنے پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔ وفاقی اور دوسری صوبائی حکومتوں کو بھی ایسے ہی احکامات جاری کرنے چاہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پارلیمنٹ اور حکومتوں کو میڈیا، فلم، ٹی وی، اشتہارات کے ذریعے بےہودگی پھیلانے سے بھی روکنے کے لیے عملی اقدامات اٹھانے چاہیں۔ حال ہی میں اسلام آباد کے ایک ہوٹل میں رات گئے پولیس چھاپے میں درجنوں نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو ڈانس کرتے پکڑا گیا۔ پکڑے جانوں والوں میں بہت سی بچیاں اور بچے بیس بائیس برس کے تھے۔ ان سب کو فون کالز کے بعد اگرچہ فوری چھوڑ دیا گیا لیکن نہیں معلوم کہ اس ڈانس پارٹی کی اجازت کس نے اور کیوں دی۔ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب ہم میڈیا، فلم، ڈرامے اور اشتہارات کے ذریعے یہی (بےشرمی اور بیہودگی کی) تعلیم اپنے نوجوانوں کو دیں گے تو پھر وہ یہی کچھ کریں گے۔ قصور ان بچوں کا نہیں بلکہ ہمارا ہے۔

☆☆☆☆

سیرت رسول ﷺ اور عصری نصاب تعلیم

ڈاکٹر ضمیر اختر خان
zamirakhtarkhan@yahoo.com

مرکزی حکومت نے قرآن مجید کو عصری نصاب تعلیم میں شامل کرنے کا اعلان کر کے دستوری ذمہ داری کا مظاہرہ کیا ہے۔اس ضمن میں کچھ پیش رفت بھی ہوئی ہے۔کراچی کے ایک ادارے ''علم فاؤنڈیشن'' کے تیار کردہ نصاب ''مطالعۂ قرآن حکیم برائے طلباء وطالبات'' کو ملکی سطح پر جاری کرنے کے لیے غور وخوض بھی ہوا ہے۔وزیر مملکت برائے تعلیم جناب بلیغ الرحمٰن صاحب نے اس نصاب کے قابل عمل ہونے پر مثبت رائے دی ہے۔اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی مجموعی طور پر اس نصاب سے اتفاق کیا ہے۔اسی طرح صوبہ خیبر پختونخوا میں بھی متذکرہ بالا نصاب کو جاری کرنے کے لیے سفارشات مرتب ہو چکی ہیں۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرکزی وصوبائی حکومتوں کو اپنی دینی ودستوری ذمہ داریاں پوری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ان سطور کے ذریعے قرآن مجید کے ساتھ سیرت رسول ﷺ کو عصری نظام تعلیم کے نصاب میں شامل کرنے کی طرف بھی اہل اقتدار کی توجہ مبذول کرانی مقصود ہے۔اس میں دو آراء نہیں ہیں کہ قرآن حکیم کی عملی صورت نبی ﷺ کی حیات طیبہ ہے۔سیرت رسول کے فہم کے بغیر قرآن کی تعلیمات پر عمل ممکن ہی نہیں ہے۔مثلاً نماز کا حکم تو قرآن میں ہے مگر اس کی ادائیگی کا طریقہ نبی ﷺ کی زندگی سے ملے گا۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''نماز پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو''۔یہی معاملہ حج، زکوۃ اور روزے کا ہے۔مزید براں زندگی کے اجتماعی معاملات مثلاً معاشرت، معیشت، سیاست وحکومت، عدالت اور دفاعی حکمت عملی تک کی تفصیلات کے جاننے کا ذریعہ سیرت رسول ﷺ ہی ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ قرآن مجید کے ساتھ سیرت طیبہ، سنت اور حدیث کو بھی نصاب تعلیم میں شامل کیا جائے تاکہ بحیثیت مسلمان ہمیں زندگی گزارنے کا درست لائحہ عمل معلوم ہو سکے۔نبی ﷺ کی پیروی ہی میں ہماری دنیا وآخرت کی کامیابی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کو زندگی گزارنے کے لیے ہمیشہ ایک نمونہ عمل کی ضرورت رہی ہے۔اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں انبیاء اور رسولوں کو مبعوث فرمایا، جن کی سیرتیں تمام انسانوں کے لیے بہترین عملی نمونہ تھیں۔سلسلۂ انبیاء ورسل کی آخری کڑی جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، جن کی سیرت مبارکہ کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے سارے انسانوں کے لیے ''اسوۂ حسنہ'' قرار دیا ہے۔آپ ﷺ کی حیات طیبہ زندگی کے تمام شعبوں کے لیے کامل نمونہ عمل ہے۔گھر کے غسل خانہ سے لے کر اجتماعی زندگی کے سب سے بڑے ادارے پارلیمنٹ تک ہر جگہ ہمیں نبی ﷺ کی زندگی کامل ترین نمونے کی حیثیت سے نظر آتی ہے۔

اس دور کا المیہ یہ ہے کہ زندگی کے حصے بخرے کر لیے گئے ہیں۔مثلاً نجی زندگی کے تین شعبے عقائد، عبادات اور سماجی رسومات انفرادی خانے میں رکھ دیے گئے ہیں اور زندگی کے تین ہی شعبوں (معاشرتی، معاشی اور سیاسی) کو اجتماعیت کے گوشے میں ڈال دیا گیا ہے۔ستم یہ ہوا کہ ان دونوں یعنی انفرادی اور اجتماعی گوشوں کو ایک دوسرے سے بھی جدا کر دیا گیا ہے۔انفرادی زندگی میں انسان آزاد ہے جو چاہے عقیدہ رکھے، جیسے چاہے عبادت کرے، ایک اللہ کو مانے یا سینکڑوں ہزاروں کو مانے یا کسی کو بھی نہ مانے۔البتہ اجتماعی زندگی کے تینوں شعبوں معاشرت، معیشت اور سیاست میں کسی مذہب کی عمل داری کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

اسلام اس تقسیم کو مسترد کرتا ہے اور فرد سے لے کر اجتماعیت تک ہر جگہ اپنی عمل داری قائم کرنا چاہتا ہے۔اسلام کے اس تقاضے کو پورا کرنے کے لیے نبی ﷺ نے جاں گسل محنت کی جس کے نتیجے میں کل 23 برس کے اندر اندر ''لاکھوں مربع میل پر پھیلے ہوئے ایک ملک کے رہنے والوں کی زندگیوں میں ایسا انقلاب عظیم برپا ہو گیا کہ ان کی سوچ بدل گئی، ان کا فکر بدل گیا، ان کے عقائد بدل گئے، ان کی اقدار بدل گئیں، ان کے عزائم بدل گئے، ان کے مقاصد بدل گئے، ان کی آرزوئیں بدل گئیں، ان کی تمنائیں بدل گئیں، ان کے دن بدل گئے، ان کی راتیں بدل گئیں، ان کی صبحیں بدل گئیں، ان کی شامیں بدل گئیں، ان کی زمین بدل گئی، ان کا آسمان بدل گیا۔یہاں تک کہ اگر پہلے انہیں زندگی عزیز تھی تو اب موت عزیز تر ہو گئی۔جو رہزن تھے وہ رہبر بن گئے۔جو امی محض تھے وہ متعدد علوم وفنون کے موجد بن گئے۔جو بے شمار ذمائم اخلاق میں مبتلا تھے وہ مکارم اخلاق کے معلم وداعی بن گئے۔جو زانی اور نفس پرست تھے، وہ عصمت وعفت کے محافظ بن گئے۔جو بے قید حصول معاش کے عادی اور اسراف وتبذیر کے خوگر تھے وہ مال و دولت کے امین بن گئے (ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ: منہج انقلاب نبوی، ص23،24)''۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہ سب کام کسی ایک انسانی زندگی میں پوری تاریخ انسانیت میں صرف ایک ہی بار ہوئے ہیں۔610ء میں نبی ﷺ نے دعوت اسلام کا آغاز کیا اور 630ء تک انسانی زندگی کے تمام شعبوں کو بدل کر رکھ دیا۔نبی علیہ السلام کا کمال یہ ہے کہ آپ نے زندگی کے انفرادی واجتماعی تمام شعبوں میں اپنا بہترین نمونہ عمل چھوڑا ہے۔جہاں تک زندگی کے اخلاقی پہلو کا تعلق ہے وہ تو دراصل اسلامی احکام، چاہے انفرادی ہوں یا اجتماعی، پر عمل کا لازمی نتیجہ ہے جو ہر سطح پر نظر آئے گا۔اخلاقی پہلو سے اگر مسلمان کمزور نظر آئیں تو سمجھ لیا جائے کہ وہ شدید ضعف ایمانی کا شکار ہیں اور جب تک ان کی ایمانی کیفیت بہتر نہیں ہوتی اس وقت تک وہ اخلاقی اعتبار سے پست ہی رہیں گے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ زندگی کے تمام شعبوں میں اسلام کی تعلیمات کو اپنایا جائے جس طرح نبی ﷺ نے اپنے دور میں کیا تھا۔اس کا نتیجہ ایک ایسے معاشرے کی صورت میں ہمارے سامنے آئے گا کہ جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا مکمل طور پر اہتمام ہوگا اور زمین کے اوپر اس سے بہتر کوئی اور معاشرہ نظر نہیں آئے گا۔

سیرت طیبہ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی جدوجہد کو چھ مراحل میں مکمل کیا۔سب سے پہلے

آپؐ نے دعوت اسلام پیش کی۔ جن لوگوں نے آپؐ کی دعوت پر لبیک کہا انہیں آپؐ نے منظم کیا۔ پھر ان کی تربیت کی۔ اس دوران جو تکالیف آئیں انھیں برداشت کیا۔ جب مکہ میں کام کے مواقع نہ رہے تو آپؐ نے ہجرت فرمائی اور مدینہ میں ایک چھوٹی سی ریاست قائم ہوگئی۔ اب اقدام کا مرحلہ شروع ہوا جو دعوت سے آگے بڑھ کر قریش مکہ کی معاشی ناکہ بندی (Economic Blockade) اور سیاسی تنہائی (Political Isolation) تک وسعت اختیار کر گیا جس کے نتیجے میں مسلح تصادم کا آغاز ہوگیا۔ پھر تاریخ رقم ہوئی۔ وہ یوں کہ کل 23 برس کے اندر پورے جزیرۃ العرب میں اسلام ایک غالب قوت کی حیثیت سے تمام شعبہ ہائے زندگی میں اپنی بہاریں دکھانے لگا۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے ہمیں پھر سیرت طیبہ کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم نسل نو کو نبی ﷺ کی حیات مبارکہ سے اپنے تعلیمی نظام کے ذریعے روشناس کرائیں اور دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کریں۔

☆☆☆

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ پنجاب شرقی، چشتیاں کے مبتدی رفیق حاجی محمد لطیف وفات پا گئے

برائے تعزیت: 0334-7108233

☆ ماڈل ٹاؤن، لاہور کے رفیق تنظیم عبدالرحمٰن رفیع کی والدہ ماجدہ اور قرآن اکیڈمی لاہور کے استاد مطیع الرحمٰن کی دادی وفات پا گئیں

برائے تعزیت: 0312-9808468

☆ رفیق تنظیم اسلامی نیو ملتان جناب قاری محمد مرتضیٰ ربانی کی اہلیہ وفات پا گئیں

برائے تعزیت: 0341-7390496

☆ تنظیم اسلامی دھیر کوٹ، آزاد کشمیر کے رفقاء محمد اقبال اور محمد مشتاق کی والدہ وفات پا گئیں

☆ حلقہ پنجاب شرقی، چشتیاں کے مقامی امیر محمد امین نوشاہی کی بھابی وفات پا گئیں

اللہ تعالیٰ مرحوم اور مرحومات کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَاباً یَّسِیْرًا

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ”مسجد جامع القرآن کمپلیکس پیہونٹ نزد نیلور اسلام آباد“ میں

18 تا 20 اگست 2017ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا اتوار نماز ظہر)

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 051-4434438 ، 0300-8566020 ، 0333-5382262

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36316638-36366638 (042)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ”جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ سعد اللہ جان کالونی،

عقب (Admor) ایڈمور پٹرول پمپ نزد سر صاحب زادہ پبلک سکول،

پرانا حاجی کیمپ، جی ٹی روڈ، پشاور“ میں

25 تا 27 اگست 2017ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مدرسین کورس

(نئے و متوقع مدرسین کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 091-2262902 0345-9183623

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36316638-36366638 (042)

کسب ومعاش

اسوۂ نبوی ﷺ کی روشنی میں

مولانا رفیع الدین حنیف قاسمی

اللہ عزوجل نے اپنے تمام انبیاء ورسلؑ کو حکم دیا کہ وہ پاکیزہ اور حلال رزق کے کھانے کا اہتمام کریں۔ اس لیے ہر عہد میں ہر نبی نے کسبِ حلال سے اپنے رزق روٹی کا نظم کیا، اور اس کے مختلف قسم کے طریقے اپنائے۔ نبی آخرالزماںؐ، احمد مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی مذکورہ ارشادِ ربانی اور دستورِ خداوندی کے بموجب حلال اور طیب رزق کو اختیار کیا۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی آپ دایہ حلیمہ کی بکریاں چراتے نظر آتے ہیں، کبھی اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ بغرضِ تجارت ملک شام کے اسفار پر رواں دواں ہیں، کبھی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا مال بطور مضاربت لے کر ملک شام کی طرف رختِ سفر باندھ رہے ہیں، تو کبھی چند قیراط کے عوض اہل مکہ کی بکریاں بھی چرا رہے ہیں۔ رزق حلال کے حصول کے لیے حضور اکرم ﷺ کا یہ طریق عمل ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

آدمی اپنے ہاتھوں کی کمائی سے بہتر کوئی چیز نہیں کھاتا، اور اللہ کے نبی حضرت داؤدؑ اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھاتے تھے۔(بیہقی)

آپ ﷺ کا پیشہ تجارت

آپ ﷺ نے پیشہ تجارت کو اپنایا، اور دوسروں کے ساتھ شریکِ تجارت بھی رہے۔ آپ ﷺ نے شریک لوگوں کے ساتھ بہترین رویہ رکھا، ہر وعدہ اور عمل کی تکمیل فرمائی۔

حضرت عبداللہ ؓ بن ابی الحمساء فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے آپؐ کی بعثت سے قبل کوئی چیز خریدی، اس کی کچھ قیمت میرے ذمہ واجب الادا تھی، تو میں نے آپؐ سے وعدہ کرلیا کہ کل آپؐ کو یہیں اسی جگہ لاکر دوں گا۔

پھر میں بھول گیا، تین روز کے بعد مجھے یاد آیا تو میں دوڑ کر آیا تو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنی اسی جگہ (موعد) پر موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے جوان! تو نے مجھ پر بڑی مشقت ڈال دی، میں یہاں پر تین روز سے تیرے انتظار میں ہوں۔(سنن ابوداؤد)

آپ ﷺ نے حضرت قیس بن سائب ؓ کے ساتھ بھی تجارت میں شرکت فرمائی، وہ بھی فرماتے ہیں کہ: آپؐ بہترین شریک تھے، نہ جھگڑتے تھے، نہ کسی قسم کا مناقشہ کرتے تھے۔(شعب الایمان)

حضرت خدیجہ بنت خویلد ؓ کے ساتھ بھی آپ ﷺ نے عقد مضاربت پر تجارت فرمائی۔ سفر تجارت میں حضرت خدیجہ ؓ کے غلام میسرہ آپ ﷺ کے ہم رکاب تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ اور بلند اخلاق وکردار کا مشاہدہ فرمایا، اور واپسی پر وہ روداد سفر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ایک صاحب نے آپ ﷺ سے کہا: لات وعزیٰ کی قسم کھاؤ! تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے لات وعزیٰ کی قسم کبھی نہیں کھائی، یہ سن کر وہ صاحب کہنے لگے: یہ نبی آخرالزمان کی نشانی اور علامت ہے۔ اور یہی سفر عقد مسنون کا سبب ہوا۔

تاجر کن اوصاف کے حامل ہوں؟

آپ ﷺ نے نہ صرف یہ کہ پیشۂ تجارت کو اختیار کیا ہے، بلکہ اپنی امت کے تاجروں کے لیے تجارت کے رہنما اصول بھی بتلائے ہیں:

تقویٰ

اسماعیل بن عبید بن رفاعہ اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ عیدگاہ کی طرف نکلے تو دیکھا کہ لوگ خرید وفروخت کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے تاجرو! وہ سب رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے، اپنی گردنیں اٹھالیں، اور آپؐ کی طرف دیکھنے لگے، فرمایا: تاجر قیامت کے دن نافرمان اٹھائے جائیں گے، البتہ جو اللہ سے ڈرے، نیکی کرے، اور سچ بولے۔(ترمذی)

سچائی ودیانت داری

حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔(ترمذی)

دونوں روایتوں میں تاجروں کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ امانت داری اور سچائی کو اختیاری کریں، اور ایسے تاجروں کو آخرت کی وعیدوں سے خارج کر کے انبیاء، صدیقین و شہداء کی فہرست میں شمار کیا گیا ہے۔

نرمی اور حسن اخلاق

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزارعت سے منع نہیں کیا، بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ نرمی کا حکم دیا۔(ترمذی)

ادائیگی میں بہتری

حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس تقاضا کرنے کے لیے آیا، اور شدت اختیار کی۔ صحابہؓ نے اسے مارنا چاہا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو، جس کا حق ہوتا ہے وہ اسی طرح گفتگو کرتا ہے۔ پھر فرمایا: کہ اس کی عمر کا اونٹ دے دو، لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ اس کی عمر کا تو نہیں، لیکن اس سے زیادہ کا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: وہی اس کو دے دو، تم میں بہتر وہی شخص ہے جو اچھے طور پر قرض کو ادا کرے۔(بخاری)

تول میں جھکاؤ

حضرت سوید بن قیس ؓ سے روایت ہے کہ میں نے اور مخرفہ عبدی نے ہجر (ایک مقام کا نام) سے بیچنے کے لیے کپڑا خریدا، پھر ہم اس کو مکہ میں لائے، اتنے میں رسول اللہ ﷺ پا پیادہ تشریف لائے۔ آپؐ نے ہم سے ایک پاجامہ کا سودا کیا تو ہم نے اس کو آپ ﷺ کے ہاتھ فروخت کردیا۔ اس جگہ ایک شخص مزدوری پر تول رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا تو تول لیکن ذرا جھکتا ہوا تول۔(سنن الترمذی)

صبح سویرے بیداری

حضرت صخر غامدی بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! میری امت کے صبح کے کاموں میں برکت عطا فرما۔ (راوی کہتے ہیں) نبی اکرم ﷺ جب بھی کوئی مہم روانہ کرتے تھے تو اسے دن کے ابتدائی حصے میں روانہ کیا کرتے تھے۔ روای کہتے ہیں یہ صاحب یعنی اس حدیث کے راوی حضرت صخر غامدی تاجر آدمی تھے، وہ اپنے ملازمین کو دن کے ابتدائی حصے میں تجارت کے لیے بھیجا کرتے تھے۔ تو ان کا مال بہت زیادہ ہوگیا تھا۔

صدقہ

حضرت قیس بن ابی غرزہ ؓ سے روایت ہے کہ عہد رسالت میں ہم لوگوں (سوداگروں) کو سماسرہ (یعنی دلال) کہا جاتا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ہمارا پہلے سے بہتر نام

تجویز فرمایا۔ آپ ﷺ نے ہمیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے تاجرو! تجارت میں بے کار باتیں، اور قسما قسمی ہوتی ہے، لہٰذا اپنی تجارت کو صدقہ کے ساتھ ملاؤ۔ (ابوداؤد)

سخاوت

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ اس شخص پر رحم کرے جو فیاض اور سخی ہے، جب کہ بیچے اور جب کہ خریدے، اور جب اپنے حق کا تقاضا کرے۔ (بخاری)

تنگ دست کی رعایت

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے تنگ دست کو مہلت دی، یا اس کا قرض معاف کر دیا، تو اللہ قیامت کے دن اسے عرش کے سائے میں رکھے گا، جب کہ اس کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ (ترمذی)

ایک مسلمان اور مؤمن تاجر میں یہ اوصاف ہونے چاہییں، جس کی تاکید نبی کریم ﷺ فرما رہے ہیں۔ نہ صرف آپ ﷺ نے ان اوصاف کو اختیار کرنے کی تاکید ہے، بلکہ اس کے بے شمار فوائد ارشاد فرمائے، اور دنیا وآخرت کے اس حوالے سے منافع بھی ذکر کیے ہیں۔ ایک تاجر جو ان خوبیوں اور صفات کا حامل ہوگا، وہ دنیا و آخرت دونوں جہاں میں سرخرو اور کامیاب و کامراں ہوگا۔

وہ امور جن سے بچنا چاہیے

ناپ تول میں کمی

ارشاد باری عزوجل ہے: ناپ اور تول میں کمی کرنے والوں کے لیے خرابی ہے، جو لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں، اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں، تو کم دیں۔ (سورۃ المطففین)

وعدہ خلافی

اوپر عبداللہ بن ابی الحمساء کی روایت میں گزر چکا کہ آپ ﷺ حسبِ وعدہ تین روز تک انتظار فرماتے رہے، اور بعد میں کوئی جھگڑا نہیں کیا، اور نہ برا بھلا کہا۔

دھوکا دہی سے اجتناب

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غلہ کے ایک ڈھیر پر سے گزرے، آپ ﷺ نے اس میں اپنا مبارک ہاتھ ڈالا تو انگلیاں تر ہو گئیں، آپ ﷺ نے غلہ کے مالک سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ بارش کی وجہ سے بھیگ گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہ تر حصہ اوپر نہیں کر سکتے تھے کہ لوگ اس کو دیکھ لیتے، پھر فرمایا: جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔ (مسلم)

حضرت واثلہ بن اسقع ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم تاجروں کے پاس آئے اور فرمایا: اے تاجروں کی جماعت! تم جھوٹ سے پرہیز کرو۔ (المعجم الکبیر) اور ایک روایت میں ہے: حضرت عبدالرحمٰن ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: اکثر تجار فاسق و فجار ہوتے ہیں۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! کیا اللہ نے بیع کو حلال نہیں کیا ہے؟ فرمایا کیوں نہیں، لیکن جب یہ لوگ بات کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں، اور قسم اٹھا کر گناہگار ہوتے ہیں۔ (مسند احمد)

جھوٹی قسمیں نہ کھائیں

عموماً یوں ہوتا ہے کہ تاجر اپنی اشیاء کے فروخت کے لیے گاہک کو اپنی بات درست باور کرانے کے لیے قسمیں کھاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا: اے تاجرو! تجارت میں بے کار باتیں، اور قسما قسمی ہوتی ہے لہٰذا، اپنی تجارت کو صدقہ کے ساتھ ملاؤ۔ (ابوداؤد)

نبی کریم ﷺ کا بکریاں چرانا

نبی کریم ﷺ نے جب ذرا ہوش سنبھالا تو اپنی رضاعی والدۂ محترمہ حلیمہ سعدیہ سے پوچھا کہ رضاعی بھائی عبداللہ نظر نہیں آتے؟ حضرت سعدیہ نے عرض کیا کہ وہ بکریاں چرانے جاتے ہیں، اسی وقت فرمایا: کل سے میں بھی بھائی عبداللہ کے ساتھ بکریاں چرانے جاؤں گا، گویا اسی وقت یہ احساس ہو گیا کہ اپنا بار اور بوجھ دوسروں پر ڈالنے کے بجائے خود اٹھانا چاہیے، اسی طرح اہل مکہ کی بکریاں بھی آپ ﷺ نے چند قیراط کے عوض چرائیں۔

حضرت ابوہریرہ ؓ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی نبی مبعوث نہیں کیا ہے، جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں، یہ سن کر آپ ﷺ کے صحابہؓ نے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ فرمایا: ہاں میں چند قیراط کی اجرت پر اہل مکہ کی بکریاں چراتا تھا۔ (بخاری)

حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ کے سامنے کچھ اونٹ والے اپنے اوپر فخر کرنے لگے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: سکون اور وقار بکریوں والوں میں ہوتا ہے، اور فخر و تکبر اونٹ والوں میں ہوتا ہے۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا: کہ حضرت موسیٰؑ کو جس وقت مبعوث کیا گیا، اس وقت وہ اپنے اہل خانہ کے لیے بکریاں چراتے تھے، اور مجھے بھی جس وقت مبعوث کیا گیا تو میں بھی اپنے اہل خانہ کے لیے مقام اجیاد پر بکریاں چرایا کرتا تھا۔ (مسند احمد)

حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ پیلو چن رہے تھے، نبی ﷺ نے فرمایا: اس کے سیاہ دانے اکٹھے کرو کہ وہ بہت عمدہ ہوتا ہے، ہم نے عرض کی کہ کیا آپ بھی بکریاں چراتے رہے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا ہاں! اور ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔ (مسند احمد)

دیگر انبیاء کا بکریاں چرانا

منصب نبوت کے فریضہ کی ادائیگی جن اوصاف و خصوصیات کی حامل ہوتی ہے یا یوں کہیے کہ نبی کو اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے معاشرہ اور سماج سے جو قریبی ربط و تعلق رکھنا پڑتا تھا، اس کے لیے چونکہ یہ ضروری تھا کہ دعوت و تبلیغ اور اصلاح اور رہنمائی کے کسی بھی موڑ پر پورے معاشرے کے افراد اور نبی کے درمیان اجنبیت اور غیریت کی دیوار حائل نہ رہے، اس لیے قدرت کی طرف سے ابتدا میں نبی کو ایک تربیتی اور آزمائشی دور سے گزارا جاتا تھا، لیکن نتائج و اثرات کے اعتبار سے وہی مرحلے بہت ہی دوررس اور کارآمد ثابت ہوتے تھے۔

ایسا ہی ایک مرحلہ بکریوں کا چرانا بھی ہے جو اگرچہ بہت معمولی درجہ کی چیز معلوم ہوتی ہے، لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہی بکریوں کا چرانا محبت و شفقت، محنت و مشقت، باہمی ربط و تعلق اور عام خیر خواہی و نگہداشت کا ایک بہترین سبق ہے، جو کسی رہبر و مصلح کی حیات کا ایک بنیادی وصف ہے۔ چنانچہ ہر نبی اسی لیے بکریاں چراتا تھا، تاکہ اس تجربہ سے گزرنے کے بعد امت کی نگہبانی و شفقت اور معاشرے سے ربط و تعلق کا حقیقی جذبہ پوری زندگی میں سرایت کیے رہے، اور قوم کی طرف سے پیش آنے والی ہر سختی و مشقت پر صبر و تحمل کی قوت حاصل رہے۔ نیز اس ذریعے سے وہ حقیقی خلوت و تنہائی بھی حاصل ہو جاتی تھی جو نبی کی ابتدائی زندگی کا ایک مطلوب ہوتی تھی۔

مذکورہ بالا نکتہ زیادہ واضح ہو جاتا ہے، اگر یہ تجزیہ پیش نظر ہو کہ ایک رہبر اور ایک بادشاہ اپنی قوم یا اپنی رعایا کے ساتھ وہی نسبت و تعلق رکھتا ہے جو ایک چرواہا اپنی بکریوں کے ساتھ رکھتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں ہمارے لیے کسب و معاش اور تجارت اور پیشہ کے اختیار کرنے کے اعتبار سے بھی اسوہ اور نمونہ موجود ہے۔ کسی بھی پیشہ کے اختیار کرنے میں امت کے رحیم و کریم، ان کی دنیاوی و اخروی فلاح و بہبود کے خواہاں نبی نے اصول و ہدایات سے سرفراز فرمایا ہے۔

ایک انتباہ! جو خاطر میں نہ لایا گیا

میجر سید حیدر حسن (ریٹائرڈ)

زیرِ نظر مضمون میجر سید حیدر حسن (ر) نے جون 2013ء میں نواز شریف کے تیسری مرتبہ مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کا وزیر اعظم منتخب ہونے پر لکھا تھا جسے ماہنامہ ''ضیائے آفاق'' (لاہور/کینیڈا) نے شائع کیا تھا۔ اس مضمون میں مصنف نے وزیر اعظم کو انتہائی قیمتی مشورے دیے تھے جن پر عملدر آمد ریاست پاکستان اور خود وزیر اعظم نواز شریف کے اقتدار کے استحکام کے حوالہ سے بہت مفید ہوتا مگر افسوس وزیر اعظم نواز شریف نے اُن میں سے کسی پر عمل نہ کیا جس کا نتیجہ نہ خود اُن کے لیے اچھا نکلا نہ ریاست پاکستان کے لیے کہ وہ کمزور سے کمزور تر ہوتی چلی گئی۔ اس تحریر کو دوبارہ اہل پاکستان کے سامنے لانے کا مقصد یہ ہے کہ آنے والے وزیر اعظم جان سکیں کہ پاکستان کے استحکام کے لیے کیسے اقدام ناگزیر ہیں۔ (ادارہ)

جناب محمد نواز شریف صاحب! اس بار میرا ووٹ آپ کے لیے نہیں تھا۔ لیکن آپ کو تیسری بار یہ عہدہ سنبھالنے پر دلی مبارک باد۔ دنیا جہان کی نعمتیں اللہ نے آپ کو پہلے سے دے رکھی ہیں۔ اللہ کے گھر اور روضۂ رسول ﷺ کے پاس رہ کر جو عنایات ملیں وہ صرف اللہ کے علم میں ہی ہیں۔ رہی بات اس دنیا کی دولت کی تو اُس کا علم بھی آپ کو صدر زرداری کی طرح نہیں ہے۔ اب آپ وزیر اعظم بن گئے ہیں۔ اس سے مزید اور کیا؟ اسی عہدے کی خاطر آپ کی مدد سے اے این پی صوبے کا نام بدل پائی۔

اس ناچیز کی چند گزارشات پر غور فرمائیں۔ ملکی حالات کا بہتر ہونا، اس کی عزت میں اضافہ، آپ کی کامیابی تسلیم ہوگی۔ قوم آپ کو مزید عزت سے نوازے گی۔ اللہ کی مخلوق سے آپ کا اچھا سلوک آپ کے توشۂ آخرت میں بہتری کا سبب بنے گا، اِن شاءاللہ۔

ہٹو بچو کی ذلت

اس ذلت سے قوم کو کسی طرح پناہ دلادیں۔ یہ عزت نہیں دیتی ہے، بدعائیں ملتی ہیں۔ سنسان سڑک سے بہت ساری چمکتی گاڑیوں کے جلو میں، کیڑے مکوڑے عوام کو بے بس کھڑے دیکھ کر صرف نفس ہی موٹا ہوتا ہے۔ آپ نے تو ہوش ہی اس کروفر میں سنبھالا ہے۔ اسے اب بس کردیں۔ ایک مثال یہ بھی قائم کردیں۔

بھارت

1۔ بھارت سے دوستی کا شوق مہنگا پڑے گا اور کبھی پورا نہ ہو گا۔ بھارت نے پہلے دن سے پاکستان کو دل سے قبول نہیں کیا۔ پاکستان کے قیام کے ساتھ ہی مشرقی پاکستان میں لسانی اور بنگالی قومی تحریکیں شروع ہوگئیں اور بنگلہ دیش بننے کے فوراً بعد اُن کی افادیت صفر رہ گئی۔ مکتی باہنی والے کون تھے؟

2۔ کیا آپ کو مقبوضہ کشمیر کے لیے بھارت کی اٹوٹ انگ کی رٹ قبول ہے؟ فرعون کی طرح جوانوں کو وہاں موت کے گھاٹ اُتارا جانا اور عورتوں کو بے عزت کیے جانے کے لیے زندہ رکھا جانا آپ کو قبول ہے؟ افضل گورو کو اُس سب سے بڑی جمہوریت میں عوام کو مطمئن کرنے کے لیے پھانسی دی گئی۔ واہ رے امن کی آشا والو!

3۔ بھارت کے ساتھ تجارت آپ اور آپ کے ساتھی تجار کے لیے انفرادی طور پر تو بہت فائدہ مند ہوگی لیکن قومی سطح پر امن کی آشا کے پرچم تلے صریحاً گھاٹے کا سودا ہے۔ ان تجارتی معاملات کے بارے میں آپ سے زیادہ بہتر کون سمجھ رکھتا ہے! ہرگز ہرگز یہ برابری کے اصول پر مبنی تجارتی تعلق نہیں ہے۔ اس موضوع پر اسمبلیوں میں کھلے دل سے بحث کروائیں پھر اس تجارت کے بارے میں فیصلہ کریں۔

4۔ پڑوسی سے اچھا سلوک کرنا ہمارا دین ہمیں سکھاتا ہے لیکن اُس کے آگے ناجائز بچھ جانے کو نہیں کہتا۔ ہم تمام پاکستانی اُن کے لیے ثناءاللہ مرحوم ہی ہیں۔ (جسے بھارت میں صرف مسلمان ہونے کے ناتے قتل کر دیا گیا) یہاں ذکر راء کے سربجیت سنگھ کا بھی ناگزیر ہے جس کو بھارت نے قومی ہیرو کا درجہ دے کر اُس کی آخری رسومات ادا کیں۔ راء کے ایک اور ایجنٹ کو انصار برنی پورے اعزاز کے ساتھ پاکستانی جھنڈے والی کار میں چھوڑ کر آیا۔ اس ایجنٹ نے بھارت پہنچتے ہی اپنی شناخت خود کروادی۔

5۔ زرداری کا بطور صدر پاکستان یہ بیان ریکارڈ پر ہے کہ ''بھارت سے ہمیں کبھی خطرہ نہیں رہا'' اور خود آپ کے مطابق اُن کا اور ہمارا کلچر اور ربّ ایک ہی ہے۔ اگر ایسا تھا تو پھر آپ کے، میرے، اور الطاف بھائی انگلینڈ والے کے بڑے سب کچھ چھوڑ کر ادھر کیوں آئے گئے؟

6۔ اگر بھارت سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں رہا تو تین جنگیں ہم نے کیا چین اور ایران کے خلاف لڑیں؟ ایک میں تو خود میں نے بھی الحمدللہ وطن کے دفاع میں دشمن کے خلاف اہم کردار ادا کیا۔

7۔ چوتھی جنگ تو آپ کو خوب یاد ہونی چاہیے، کارگل والی۔ مشرف کے خلاف کچھ نہ کہنا آپ کی حد تک ٹھیک ہی ہو لیکن اب اُسے بھی شائد ریمنڈ ڈیوس کی طرح بحفاظت باہر بھیج دیا جائے گا۔ اس قومی مجرم کو آپ کی مرضی کے بغیر تو نہیں بھیجا جا سکتا۔ کیا ایک اور ''این آر او'' تیار ہونے جا رہا ہے؟

8۔ جن دنوں بھارتی بحریہ اپنی مشقیں کر رہی تھی اُس کے جنگی بیڑے کے درمیان سے گزر کر پاکستان سے بھیجے گئے بارہ دہشت گردوں نے ممبئی میں ایک ہوٹل پر حملہ کر دیا۔ صرف ایک دہشت گرد اجمل قصاب زندہ گرفتار ہوا۔ ہمارے اپنوں نے فوراً اجمل قصاب کے پاکستان میں واقع گاؤں میں اُس کا ''کھرا'' بھی برآمد کر لیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ بھارتی حکومت بحری فوج اور دوسرے حفاظتی اداروں کو اُن کی لاپرواہی پر جوابدہ بناتی، لیکن چونکہ یہ ایک ڈراما تھا لہٰذا الزام پاکستان پر لگا دیا گیا اور رحمان ملک نے فوراً انکوائری میں تمام سہولت مہیا کرنے کی یکطرفہ پیشکش کر دی۔ اسی طرح بھارتی پارلیمنٹ پر بھی حملے کا ڈراما رچا کر پاکستان کو موردِ الزام ٹھہرایا جا چکا ہے۔ کیا حملہ آور اپنے ساتھ اپنے پاکستانی شناختی کارڈ بھی لیکر گئے ہوئے تھے؟

9۔ بھارت ہمارا پانی پر پانی بند کیے جا رہا ہے۔ اور آپ من موہن سنگھ کو اپنی تخت نشینی کے موقع پر بلانا چاہتے ہیں۔ جن سے آپ نے ووٹ لیے ہیں، صرف اُن ہی کی رائے اس دعوت کے بارے میں لے لیں تو لگ پتہ جائے گا آپ کو۔ الیکشن میں فتح مبارک لیکن یہ فتح بھارت

کے اُس کینے اور دشمنی کو، جو وہ ہمارے لیے شروع دن سے رکھتا ہے، کا توڑ نہیں۔

کیا اُس کے اسلحہ کے بڑھتے انبار کے سائے میں امن کی آشا کی راگنی محض ایک فریب نہیں؟ آپ کی چینی تو ضرور بک جائے گی۔ آپ کے نزدیکی اور آپ کی مستقبل میں بننے والی کچن کیبنٹ کے کچھ ممبران کی بھارت سے تجارت اُن کی تجوریاں ضرور بھر دے گی لیکن من حیث القوم ہمارا نقصان ہی نقصان ہے۔

10۔ بھارت نے افغانستان کی جنگ میں امریکہ کا ساتھ دے کر فائدہ ہی فائدہ اُٹھایا اور ہمیں ہر طرح کا نقصان ہوا۔ اُس کے چودہ کونسلیٹس میں خودکش حملے اور دھماکے پروان چڑھتے ہیں۔ یہ شیطانی ٹیٹو جسم پر بنوانے والے مسلمان ہو سکتے ہیں؟ ان کے پیچھے کون ہے؟

11۔ بلوچستان میں تباہیوں کا ذمہ دار کون ہے؟

یہ ہے اوقات آپ کے ملک کی اُن کی نظر میں جن سے آپ نہ صرف تجارت کرنا چاہتے ہیں بلکہ اُنہیں ”بہت ہی محبوب قوم“ کا درجہ دینے کے لیے راہیں ہموار کی جا رہی ہیں۔ تجارت ایران، چین، افغانستان، ترکی، روس سے آزاد ہونے والی ریاستوں سے کریں بھارت سے جان بوجھ کر چند لوگوں اور صریحاً بھارت کے فائدے کی خاطر نقصان کی تجارت تو نہ کریں۔ پی پی پی، ایم کیو ایم اور اے این پی، تینوں سیکولر جماعتیں ہیں اور فضل الرحمان (اُسے مولانا لکھتے ہوئے میرا ہاتھ کبھی ساتھ نہیں دیتا) کے بڑے ”پاکستان کے بنانے کے جرم میں شامل نہیں تھے“ اس لیے یہ چاروں جماعتیں وہ کچھ کر رہی تھیں جو بھارت کا ایجنڈا ہے۔ اللہ نے اپنی نعمت سمندر برد کرنے کی سزا اُنہیں دے دی۔ یہ اللہ کا نظام ہے۔

﴿وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴾ (الانفال: 30)

”اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے“۔

آپ پہلی فرصت میں پاکستان کے اصل (اپنی کچن کیبنٹ‘ خاص طور پر چودھری نثار علی خان سے ہٹ کر) خیر خواہوں سے بہت عجز اور خلوص سے (امریکہ سے خائف ہوئے بغیر) رابطہ کریں اور اُن کی مدد اور رائے سے صرف چند ترجیحی امور پر مشتمل احسن لائحہ عمل مرتب کریں۔ سرفہرست امن وامان، توانائی کے بحران کا پائیدار حل اور امریکہ کی جنگ سے فوری علیحدگی ہو۔ چند بڑے محترم نام یہ ہیں، محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان، محترم مجید نظامی، سابق چیئر مین واپڈا جناب شمس الملک، پروفیسر حافظ محمد سعید، جنرل حمید گل، ڈاکٹر عطا الرحمٰن اور جناب عبدالستار ایدھی۔ ان جیسی قابل احترام شخصیات کے علاوہ پاکستان کی خدمت دل و جان سے کرنے کا خبط رکھنے والے اور اہل علم و فن آپ کے علم میں بخوبی ہیں۔

آپ اللہ کے آگے سربسجود ہو کر صرف اُس کی بے پناہ نوازشوں کے شکریے میں پاکستان کے عوام کے سچے غم خوار بن کر اپنی اور اپنوں کی عاقبت سدھار لیں۔ پاکستان کی صحیح معنوں میں خدمت انجام دے کر پاکستان کو اُمہ کی اُس راہبری والی راہ پر ڈال دیں جس کی نشاندہی اللہ والے بہت پہلے کر گئے ہیں، ایسا ہی ہونا ہے ان شاء اللہ۔ پندرہ سال پہلے بھی ہیوی مینڈیٹ کا بخار آپ کو رہا اور انجام آپ دیکھ چکے۔ پی پی پی والے بھی اسی بخار میں مبتلا رہ کر پانچ سال پورے کرنے کی نہایت تکلیف دہ رٹ لگا کر عوام کے سینے پر مونگ دلتے رہے۔ اور اب وہ کس حال میں ہیں؟ پی پی پی والے بھٹو کو اب مار بیٹھے ہیں۔ جو کام ضیاء الحق، ق لیگ، مشرف اور آپ نہ کر سکے وہ زرداری کے ہاتھوں انجام پا گیا۔

آپ کے پاس یہ وقت امانت ہے۔ ایک لمحہ میں انسان کیا سے کیا ہو جاتا ہے۔ یاد کریں عمران خان کے ساتھ پیش آیا حادثہ۔ ایک لمحہ بعد وہ کدھر تھا؟ بہت اچھا کیا آپ نے! ایک اچھے کھلاڑی ہونے کا ثبوت دیا، اور ایک بہت اچھے کھلاڑی کی تیمارداری کر کے اجر بھی پایا اور بہت احسن مثال بھی قائم کی۔ اللہ آپ کا اور آپ کے اپنوں کا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

سرسبز پاکستان اور کالا باغ ڈیم لازم و ملزوم ہیں۔ آپ کا تو اوڑھنا بچھونا اسلام اور صرف اسلام ہے۔ لیکن آواز کالا باغ ڈیم کے بارے میں آپ کی بھی نہیں سنائی دی اور نہ ہی عمران خان کی۔ پی پی پی نے تو ایک ملک دشمن ایجنڈے کے تحت برسر اقتدار آتے ہی کالا باغ ڈیم کے معاملے کو سرد خانے میں ڈال دیا تھا۔ آپ اُسے سرد خانے سے نکال کر مکمل کرنے کا عزم لے کر اُٹھیں۔ توانائی حاصل کرنے کے دوسرے ذرائع بھی استعمال میں لائیں۔

ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی خدمات سے اس ملک کو بہرہ مند کریں۔ توانائی، سائنس، تعلیم و تربیت کے شعبے اُن کے حوالے کر دیں۔ ان شاء اللہ وہ آپ کو اور قوم کو بہترین تحفے سے نوازیں گے۔ اُن کا قیمتی وقت ہم پہلے ہی بہت ضائع کر چکے ہیں۔ اللہ مشرف کو معاف نہ کرے۔ آمین!

ایک بنا بنایا قدرتی ڈیم جس پر بہت کام ہو بھی چکا اب اُس کے بارے میں مزید تاخیر خودکشی ہے۔ مکمل کرنے کا عزم لے کر اُٹھیں۔ اللہ آپ کی غائب سے مدد فرمائے گا۔ بیش بہا نعمت کو برباد ہونے سے بچانے سے اللہ کی رحمتیں اور برکتیں شامل حال ہو جائیں گی، اِن شاء اللہ۔ آپ کو مزید مینڈیٹ کی ضرورت ہے تو ریفرنڈم کرا لیں۔

امریکہ کی طرف دیکھنے کی بجائے چین اور ایران سے تعلقات مزید بہتر بنائیں وہ ہر لحاظ سے ہمارے خیر خواہ اور دوست ہیں۔ چین نے کل بھارت کے ساتھ آٹھ معاہدے کیے ہیں۔ ہم کدھر کھڑے ہیں؟ امریکہ کی بھرپور امداد بھارت کو حاصل ہے۔ ہمیں اس نام نہاد ہماری جنگ نے کیا دیا؟ محض تباہی، بربادی، ذلت اور وہ سب کچھ جسے ناکامی کہتے ہیں۔

عمران خان کو اپنے ساتھ شامل کریں۔ آپ دونوں قوم کی قسمت بدل سکتے ہیں۔ ناقدروں اور دشمنوں کے نسل در نسل غلاموں اور اُن کے اشاروں پر چلنے والوں کو اللہ نے اُن کی اوقات دکھا دی ہے، وہ اب ہمیشہ ہمیشہ ناکام ہی رہیں گے، ان شاء اللہ۔ آپ آگے بڑھیں یہ دھماکہ بھی کر دکھائیں۔ ہم سب اس پاک دھرتی کے لوگ آپ دونوں کو اور آپ کے اپنوں کو وہ عزت دیں گے جو آپ دونوں کے تصور میں نہیں آسکتی۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو، آمین۔ (”ضیائے آفاق“ جون 2013ء)

☆☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم بی ڈی ایس ڈاکٹر، کے لیے دینی مزاج کے حامل ڈاکٹر یا انجینئر لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں

برائے رابطہ: 0346-6577434
0336-6106406

☆ سرگودھا کی رہائشی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 22 سال، تعلیم بی اے، صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکے کا رشتہ ترجیحاً سرگودھا سے درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0323-5342629
0301-6725935

Meet the militant monk spreading Islamophobia in India

In March of 2017, Amnesty International released an unusual statement asking the then new chief minister of India's largest state to publicly retract his anti-Muslim statements. The last such statement by the human rights organization directed at a popularly elected leader was aimed at President Trump.

Amnesty's statement came after hard-liner Hindu monk Yogi Adityanath took power in Uttar Pradesh, a state with a population of 200 million. (For reference, Brazil's population is 200.4 million). As the largest state in India, Uttar Pradesh has great sway over national politics. It is also a volatile state, where in 1992 deadly riots over a disputed temple killed more than 2,000 people.

Adityanath is a controversial and deeply divisive figure for his militant, misogynistic and anti-Muslim rhetoric. He has been a vociferous supporter of a campaign called "Love Jihad", ostensibly to stop Muslim youths from marrying Hindu women, claiming, without evidence backing this up, that the intention was to convert them to Islam. His supporters have called for digging up Muslim women from their graves and raping them. In 2015, he said that if he was given the chance, he would install idols of Hindu gods in every mosque. In an undated video uploaded in 2014, he said, "If [Muslims] take one Hindu girl, we'll take 100 Muslim girls. If they kill one Hindu, we'll kill 100 Muslims."

December will mark 25 years since a Hindu mob, led by the pro-Hindutva group Vishwa Hindu Parishad and its associates, including the ruling Bharatiya Janata Party, had destroyed the historic Babri mosque in the temple town of Ayodhya in Uttar Pradesh in order to build a temple dedicated to the Hindu god Rama. The Hindus claim the mosque was built on the rubble of a temple during the Mughal era. This year also marks 25 years that the BJP has been promising to build a Rama temple on the site. And the overwhelming win of the BJP in Uttar Pradesh — where only caste-based regional parties have been known to prosper — along with the appointment of Adityanath is indication enough that many of India's lower classes have decided the time is now right to usher in their idea of change, and not the change that has traditionally been the prerogative and privilege of the elite and the middle classes.

It also points at rising Islamophobia in India, aided and abetted by the far right and the elephant in the room ever since the unexpected win of Narendra Modi in the 2014 national elections. Adityanath's anointment as the chief minister of a state that has been a hotbed of communal tension for more than two decades suggests that this Islamophobia is taking deeper roots. Last year a mob lynched a Muslim man in a town called Dadri in Uttar Pradesh for allegedly slaughtering a cow, which Hindus consider sacred. Adityanath, who along with his supporters, worships the cow as the great matriarch, said the family of the man should face criminal charges. Leading up to the election, in the interior of Uttar Pradesh, Adityanath reportedly promised people a Muslim-free India, if the Hindus forgot their caste and class bias and voted on the basis of religion for the BJP. And it seemed to have worked.

The similarities between Modi and Adityanath are also pretty striking. Both of them are deeply polarizing figures in Indian politics.

Modi's alleged involvement in riots in the western Indian state of Gujarat in 2002 — although no court of law ever indicted him — had made him a pariah in national politics as well as within his own party. Adityanath, too, is reportedly unpopular within the party. And yet, the masses seem to love both because both Modi and Adityanath have been able to position themselves as custodians of the two most engaging symbols of Hinduism — the cow and the Ayodhya temple — which they managed to convince the masses are seemingly under threat from Muslim forces. The Ayodhya temple issue has been like the coal mine fires in Jharia, not visible but constantly burning just under the surface. The cow is fast becoming a national obsession, too. Adityanath's new website, in fact, is running a poll on whether cow slaughter should be punished severely; 98 percent of respondents think it should be.

Modi's development promises have been on the backburner for a while now. The much-criticized demonetization exercise, too, had shaken his fan base. Adityanath is the Hindutva card he might have been saving for just such a rainy day. It has been a nightmare for the 190 million or so Muslims living in India and the dread isn't likely to stop any time soon.

<u>Courtesy:</u> ***The Washington Post***

دعائے صحت کی اپیل

☆ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے سابق ناظم اعلیٰ، تنظیم اسلامی کے سینئر رفیق اور بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے قریبی ساتھی جناب قاضی عبدالقادر شدید علیل ہیں۔ کئی روز وہ کراچی کے ضیاء الدین ہسپتال میں وینٹی لیٹر پر بھی رہے ہیں۔ اب الحمدللہ بہتری کی طرف ہیں۔ قارئین ''ندائے خلافت'' سے دعا کی خصوصی درخواست ہے!

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ

الشَّافِیْ لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''مسجد جامع القرآن میں

روڈ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا'' میں

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

25 تا 27 اگست 2017ء

(بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ امراء و نقباء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-9603045، 0300-9603577

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36316638-36366638(042)

- قربانی ہماری معاشرتی رسم ہے یا دینی فریضہ؟
- قرآن وسنت کی روشنی میں قربانی کا فلسفہ کیا ہے؟
- عیدالاضحیٰ اور قربانی میں باہم چولی دامن کا ساتھ کیوں ہے؟
- حج کے موقع پر منیٰ میں کی جانے والی قربانی اور اس موقع پر پوری دنیا میں کی جانے والی قربانی میں کیا ربط و تعلق ہے؟

ان سوالات کی وضاحت کے لیے مطالعہ کیجئے:

عیدالاضحیٰ اور فلسفۂ قربانی

اور

حج اور عیدالاضحیٰ اور اُن کی اصل روح

قرآن حکیم کے آئینے میں

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کی ایک تقریر اور ایک تحریر پر مشتمل مختصر مگر جامع کتابچہ

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون 03-35869501

maktaba@tanzeem.org

MULTICAL-1000
Calcium + Vitamin C & B12 + Folic Acid (Sachets)
STAY STRONG WITH
XTRA CALCIUM
1000mg
MULTICAL-1000 CONTAINS
XTRA CALCIUM
Takes you away from
Malaise & Fatigue
Tasty & Tangy
MULTICAL-1000
Sweetened with Aspartame
Aspartame is safe & FDA approved low calaroies sweetner
PHARMA
NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762
your Health our Devotion